فروزاں

حصہ-3

(درجہ 8 کے لئے اردو کی درسی کتاب)

تیار کردہ: صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (SCERT) بہار، پٹنہ

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ

ڈائرکٹر (پرائمری ایجوکیشن) محکمہ تعلیم، حکومت بہار سے منظور

صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (SCERT) بہار، پٹنہ کے تعاون سے پورے صوبہ بہار کے لئے

سب کے لئے تعلیمی مہم پروگرام کے تحت

درسی کتابیں برائے

مفت تقسیم

شائع کی گئیں۔ کتاب کی خرید وفروخت قانوناً جرم ہے۔

© بہاراسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ، پٹنہ

S.S.A. - 2015-16 1,86,179

-:شائع کردہ:-

بہاراسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ

پاٹھیہ پستک بھون، بدھ مارگ، پٹنہ۔ 800001

مطبوعہ گیان آفسٹ، پٹنہ۔800006 (ٹکسٹ کے لئے .H.P.C کا .G.S.M 70 سفید واٹر مارک Cream Wove کاغذ استعمال میں لایا گیا اور سرورق کے لئے .G.S.M 130 واٹر مارک .H.P.C کا سفید کاغذ استعمال میں لایا گیا۔) سائز (24 x18 cm) 1/8 DC

پیش لفظ

محکمہ تعلیم، حکومت بہار کے فیصلے کے مطابق ، اپریل 2009ء سے پہلے مرحلہ میں ریاست کے درجہ IX کے طلباء، وطالبات کے لئے نئے نصاب کو نافذ کیا گیا۔ اسی کے تحت تعلیمی سال 11-2010 کے لئے درجہ I، VI،III اور X کی تمام لسانی اور غیر لسانی درسی کتابوں کا نصاب نافذ کیا گیا۔

اس نئے نصاب کے تحت قومی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (NCERT)، نئی دہلی کے ذریعہ تیار کردہ درجہ X کے حساب (ریاضی) اور سائنس نیز صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (SCERT)، بہار، پٹنہ کے ذریعہ تیار کردہ درجہ VI،III،I اور X کی تمام درسی کتابیں بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ کی جانب سے سرورق کی ڈیزائننگ کر کے شائع کی گئیں۔ اس سلسلے کی کڑی کو آگے بڑھاتے ہوئے تعلیمی سال 2011-2012 کے لئے درجہ IV،II اور VII کی نئی درسی کتابیں صوبے کے طلباء وطالبات کے لئے فراہم کی گئیں اور تعلیمی سال 13-2012 کے لئے درجہ V اور VIII کی نئی کتابیں دستیاب کرائی گئیں۔ ساتھ ہی ساتھ درجہ IV،II اور VII کی کتابوں کا نیا ترمیم واضافہ شدہ ایڈیشن بھی اسی سال ایس سی ای آر ٹی، بہار، پٹنہ کے تعاون سے شائع کیا گیا!

ریاست بہار میں معیاری اسکولی تعلیم کے لئے معزز وزیر اعلیٰ، بہار جناب جیتن رام مانجھی، وزیر تعلیم، جناب برشن پٹیل اور محکمہ تعلیم کے پرنسپل سکریٹری، جناب آر۔ کے۔ مہاجن کی رہنمائی کے تئیں ہم تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔

این سی ای آر ٹی، نئی دہلی اور ایس سی ای آر ٹی، بہار، پٹنہ کے ڈائرکٹر صاحبان کے بھی ممنون ہیں، جن کا بیش قیمت تعاون ہمیں ملا۔

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ طلباء، سرپرستوں، معلموں نیز ماہرین تعلیم کے تبصروں اور مشوروں کا ہمیشہ خیر مقدم کرے گا، تا کہ ریاست کو ملک کے تعلیمی شعبہ میں بلند مقام حاصل ہو سکے۔

دلیپ کمار .I.T.S

مینجنگ ڈائرکٹر

بہار اسٹیٹ ٹکسٹ بک پبلشنگ کارپوریشن، لمیٹڈ

اپنی بات

قومی نصاب کا خاکہ (N.C.F.2005) کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے، بہار نصابی خاکہ (B.C.F.2008) تیار کیا گیا ہے۔ جس میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ قومی تعلیمی پالیسی 1986 میں مذکور بچوں کی تعلیم کے بنیادی نکتہ (''ایک ایسے نظام تعلیم کو فروغ دیا جائے جس میں بچوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہو'') کی جانب مزید پیش رفت ہو سکے۔ نصاب کے رہنما اصول کے مطابق بچوں کو رٹنے کی عادت سے نجات دلانا اور ان کی معلومات کو کتاب کے باہر کی زندگی سے جوڑنا ضروری ہے یعنی ہماری اس درسی کتاب میں سیکھنے کا عمل رٹنا نہ ہو کر بچوں میں سمجھ کو فروغ دینے والا ہوگا۔ درسی کتاب کے تمام ابواب سرگرمیوں پر مبنی ہیں۔ جن سے بچے خود مشاہدہ اور تلاش وجستجو کے ذریعہ منطقی قوت کو فروغ دے پائیں گے، نیز وہ اپنی پوشیدہ تخلیقی صلاحیتوں کو بھی فروغ دے سکیں گے۔ ان ہی مقاصد کے حصول کے پیش نظر یہ درسی کتاب تیار کی گئی ہے جو کئی مراحل سے گزر کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس کتاب کو تیار کرنے میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ بچے زبان کی بنیادی مہارتوں کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوں اور مشق کے ذریعہ ہی قواعد کی جانکاری بھی حاصل کر لیں۔

اس درسی کتاب کی تیاری میں بہار کے اہم تجزیہ کار، ایس.سی.ای.آر.ٹی، پٹنہ کے مختلف شعبوں کے ماہرین اور صوبہ کے اساتذہ کرام کی آراء اور مشوروں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ مختلف سطحوں پر کئی ورک شاپ منعقد کر کے ملک کے مختلف ناشرین کی مطبوعات سے استفادہ کرتے ہوئے کتاب کے مسودے کو حتمی شکل دی گئی ہے۔ اس میں بچوں کی زبان، ان کے ذوق، ذہنی معیار اور دلچسپی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسباق کا انتخاب کیا گیا ہے تا کہ ان کے اندر زبان کی

سمجھ اور پڑھنے کا شوق فطری طور پر پیدا ہو سکے۔

کتاب کے لئے تیار کئے گئے مسودہ کو صوبہ کے مختلف اضلاع کے منتخب اور مخصوص اسکولوں میں ٹرائل کے بعد موصولہ مشوروں اور درجہ vi,iv,iii اور vii کی مطبوعہ کتابوں سے موصولہ مشوروں (FEED BACK) کی روشنی میں مزید ترمیم و اضافہ کر کے درس و تدریس کے ماہرین، قلمکاروں اور اساتذہ کی نظر ثانی کے بعد یہ کتاب پیش کی جا رہی ہے۔ لہذا ساتویں جماعت کے بعد اب آٹھویں جماعت کے لئے یہ کتاب پیش خدمت ہے۔

ہم ان تمام اساتذہ اور قلمکاروں (جن کی نگارشات اس کتاب میں شامل ہیں) کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جن کا تعاون اس کتاب کو دلچسپ، مفید اور معلوماتی بنانے میں شامل رہا۔ ساتھ ہی ورک شاپ میں شامل ہونے والے دیگر تمام اساتذہ، ماہرین اور تجزیہ کاروں کے بھی ممنون و مشکور ہیں جن کی اجتماعی کاوشوں کے نتیجے میں ایسی کارآمد اور خوبصورت کتاب سامنے آسکی۔

اس کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے میں اساتذہ کرام، گارجین حضرات، ماہرین تعلیم اور قلم کاروں کے مفید مشوروں کا ہمیں انتظار رہے گا۔

حسن وارث

ڈائرکٹر

صوبائی کونسل برائے تعلیمی تحقیق و تربیت

بہار، پٹنہ

رہنما کمیٹی برائے فروغ درسی کتب

☆ جناب راہل سنگھ
اسٹیٹ پروجیکٹ ڈائریکٹر بہار ایجوکیشن پروجیکٹ کونسل، پٹنہ

☆ جناب امت کمار
اسسٹنٹ ڈائرکٹر، پرائمری ایجوکیشن محکمہ تعلیم، حکومت بہار

☆ جناب رام شرنا گت سنگھ،
جوائنٹ ڈائرکٹر محکمہ تعلیم، حکومت بہار، پٹنہ

☆ ڈاکٹر گیان دیومنی ترپاٹھی
پرنسپل میتری کالج آف ایجوکیشن اینڈ مینجمنٹ، حاجی پور

☆ جناب حسن وارث
ڈائرکٹر ایس سی ای آر ٹی، پٹنہ

☆ جناب **مدھوسودن پاسوان**
پروگرام آفیسر، بہار ایجوکیشن پروجیکٹ کونسل، پٹنہ

☆ ڈاکٹر سید عبدالمعین
صدر، ٹیچرس ایجوکیشن، ایس سی ای آر ٹی، پٹنہ

☆ ڈاکٹر شویتا شانڈلیہ
ایجوکیشن اکسپرٹ، یونیسیف، پٹنہ

درسی کتاب ڈیولپمنٹ کمیٹی

سبجیکٹ ایکسپرٹ:

☆ڈاکٹر قاسم خورشید	:	صدر شعبہ لسانیات، ایس. سی. ای. آر. ٹی، پٹنہ

مرتبین:

☆ ڈاکٹر نسیم احمد نسیم	:	لکچرار، جی ایم کالج، بتیا
☆سید فضل وارث	:	معلم، اردو پرائمری اسکول، جوڑا مسجد، مانپور، گیا
☆ڈاکٹر شکیل احمد علائی	:	معلم، گرلس اردو پرائمری اسکول سرائے، گیا
☆الحاج بلند اختر	:	معلم، مڈل اسکول، ڈکی بیگھا، ڈیہری، سہسرام
☆ڈاکٹر شعیب الدین	:	معلم، مڈل اسکول منہونہ، فتح پور، گیا
☆محمد تنویر عالم	:	معلم، پرائمری اسکول، سکونت کلاں، بہار شریف، نالندہ

نظر ثانی:

☆ڈاکٹر محمد اسرائیل رضا	:	پروفیسر، شعبۂ اردو، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ
☆ڈاکٹر شہاب ظفر اعظمی	:	اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ

فہرست

نمبر شمار	موضوع	مصنف	صفحہ نمبر
1	حمد (عنایت رحمٰن کی)	مسعود عظیم آبادی	1
2	نعت	امام احمد رضا خاں بریلوی (برائے مطالعہ)	6
3	اردو زبان	مولوی عبدالحق	8
4	تعلیم و تربیت (مضمون)	سرسید احمد خاں	16
5	دنیا (نظم)	نظیر اکبر آبادی	23
6	نصیحت (کہانی)	ماخوذ	29
7	مجاہد آزادی ڈاکٹر سید محمود (مضمون)	ماخوذ	38
8	نوائے جرس (نظم)	علامہ جمیل مظہری	47
9	جہانگیر کا انصاف (ڈراما)	ماخوذ	53
10	جاوید کے نام (نظم)	ڈاکٹر محمد اقبال (برائے مطالعہ)	62
11	عاصم بہاری اور ان کے کارنامے (سوانح)	ماخوذ	64
12	حاجی بیگم (مضمون)	ماخوذ	73
13	شہسوار کربلا (نظم)	حفیظ جالندھری	79
14	ایشیا اور یورپ	پنڈت جواہر لال نہرو	81

15	سرائے فانی (نظم)	مرزا شوقؔ لکھنوی	88
16	قدرتی آفات سے حفاظت (مضمون)	ماخود	94
17	ماں کا خواب (نظم)	ڈاکٹر محمد اقبالؔ	106
18	بیراگی (تلخیص)	نیرؔ مسعود	112
19	ماہر طیور سالم علی (مضمون)	ماخوذ	122
20	غزلیات	حسنؔ نعیم، ناوکؔ حمزہ پوری	130
21	محنت سونا سے بہتر ہے (غیر ملکی کہانی)	ماخوذ	144
22	رباعیات	حالیؔ، شوقؔ، نیموی، امجدؔ حیدرآبادی، جمیلؔ مظہری	153

سبق-1

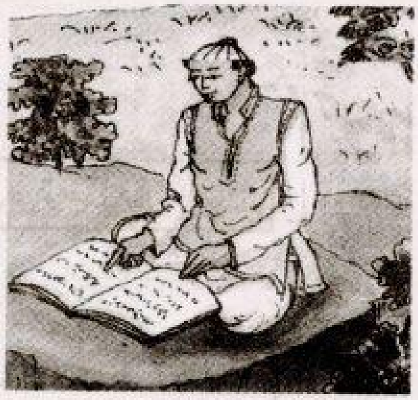

حمد پاک

عنایاتِ رحمٰن کی

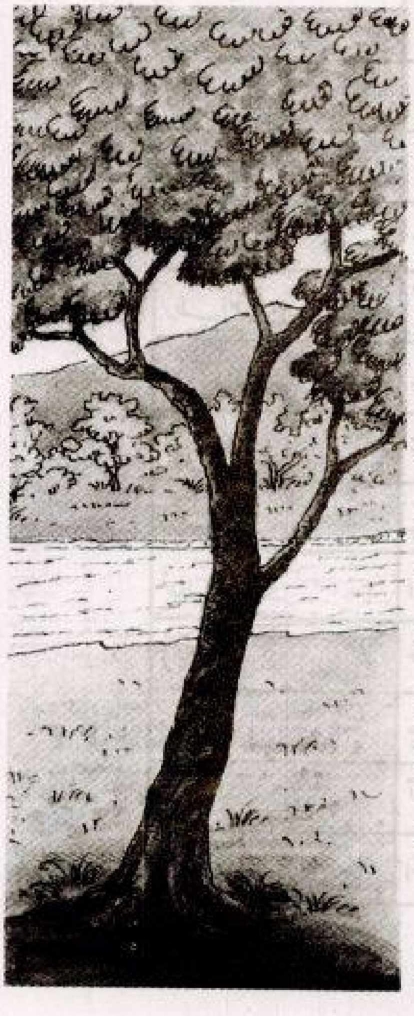

بنام خدا ہم نے کی ابتدا
جو ہے مہرباں ، رحم والا بڑا

ہیں کیا کیا عنایات رحمٰن کی   اسی نے دی تعلیم قرآن کی
اسی نے یہ انسان پیدا کیا   اسی نے سکھایا اسے بولنا
جو ہیں آسماں پہ مہ و آفتاب   مقرر ہے چلنے کا ان کے حساب
ہیں برگ و شجر زینتِ گلستاں   اسی کی ثنا میں ہیں رطب اللساں
خدا کے فضائل کروں کیا بیاں   کئے ہیں اسی نے بلند آسماں
اسی نے بنائی ہے میزان یہ   ہے انصاف کی ایک پہچان یہ
پرکھ اس میں رکھی ہے ایمان کی   کہ حد سے نہ آگے بڑھے کوئی بھی
ہدایت ہے تم تول میں ٹھیک دو   کم وبیش اس میں نہ ہرگز کرو
زمیں کو اسی نے ہے پیدا کیا   کہ جس پر رہے ساری خلق خدا
کھجور اور پھل کے ہیں پودے یہاں   غلافوں میں خوشے ہیں جن کے یہاں
اسی پر وہ غلّے بھی پیدا ہوئے   نہاں جن کے چھلکوں میں دانے کئے
حسیں پھول بھی ہیں لگے چارسو   کہ پھیلی ہے جن کی مہک کو بہ کو

پھر، اے انس وجاں دیکھ رب کی عطا
تو کس کس عنایت کو جھٹلائے گا

• مسعود عظیم آبادی

پڑھئے اور سمجھئے

حمد :اس نظم کو کہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور توصیف بیان کی جائے

مشکل الفاظ کے معانی

لفظ	معنیٰ
حمد	اللہ تعالیٰ کی بڑائی
رحمٰن	رحم کرنے والا (اللہ کی صفات میں سے ایک صفت)
ابتدا	شروعات
عنایات	عنایت کی جمع، بخشش
رطب اللساں	تعریف میں مشغول
مہ و آفتاب	چاند اور سورج
میزان	ترازو
برگ و شجر	پتے اور درخت
نہاں	اندر، پوشیدہ
زینت	خوبصورتی
کوبہ کو	ہر طرف
ثنا	تعریف
انس وجاں	انسان، ذی روح

1.	درج ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں، صحیح جواب کی نشاندہی کیجئے

(i) حمد کے پہلے شعر میں خدا کی کون سی صفت بیان کی گئی ہے؟

(الف) مہربانی　(ب) رحم

(ج) دونوں　(د) ان میں سے کوئی نہیں

(ii) سورج اور چاند کے چلنے کا حساب کس نے مقرر کر رکھا ہے؟

(الف) سائنسدانوں نے　(ب) حکمرانوں نے

(ج) خدا نے　(د) کسی نے نہیں

(iii) اس نظم میں لفظ 'بلند' آیا ہے درج ذیل میں بلند کی ضد کیا ہے؟

(الف) نیچا　(ب) پست

(ج) نشیب　(د) اونچا

(iv) صحیح تولنا کس صفت کو ظاہر کرتا ہے؟

(الف) بہادری کو　(ب) انکساری کو

(ج) وفاداری کو　(د) ایمانداری کو

(v) کس طرح کی نظم کو 'حمد' کہتے ہیں؟

(الف) جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہو

(ب) جس میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعریف ہو

(ج) جس میں اللہ کی تعریف ہو

(د) جس میں خدا اور رسولؐ دونوں کی تعریف ہو

2.	سوچئے اور بتایئے

(i) حمد کسے کہتے ہیں۔ اس حمد کے شاعر کون ہیں؟

(ii) قرآن کی تعلیم کس نے دی؟

(iii) پہلا شعر کس آیت کا ترجمہ ہے، عربی میں لکھیں

(iv) خدا نے پیائش کے لئے کیا بنائے اور ہمیں ناپ تول کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟

(v) خدا کی تعریف میں کون رطب اللسان ہے؟

(vi) خدا اپنی قدرت اور حکمت میں بے مثال ہے، سمجھائیں۔

(vii) کسی پانچ نعت گو شاعروں کے نام لکھیں۔

3. واحد سے جمع بنائیں

عنایت	تعلیم	فضیلت	ہدایت	خلق	عطیہ
صفت	ورق	شجر			

4. مصرعے کے صحیح جوڑے ملائیں

ہیں کیا کیا عنایات رحمٰن کی	کم وبیش اس میں ہر نہ گز کرو
خدا کے فضائل کروں کیا بیاں	کہ پھیلی ہے جن کی مہک کو بہ کو
ہدایت ہے تم تول میں ٹھیک دو	کہ حد سے نہ آگے بڑھے کوئی بھی
حسیں پھول بھی ہیں لگے چار سو	اسی نے دی تعلیم قرآن کی
پرکھ اس میں رکھی ہے ایمان کی	کئے ہیں اسی نے بلند آسماں

سمجھئے اور کیجئے

اس حمد میں ایک لفظ گلستاں، آیا ہے، جو اسم ظرف کی مثال ہے

اسم ظرف اس اسم کو کہتے ہیں جس سے کسی جگہ، اور وقت کو سمجھا جائے۔

جیسے، باغ، عجائب گھر، شام، صبح وغیرہ۔

درج ذیل الفاظ میں سے اسم ظرف کو چن کر کاپی پر لکھئے۔

کرسی گلشن ، امتحان ، بھائی، چڑیا گھر، خوبصورت، شریف

ڈاکخانہ، امام باڑہ، دلّی، باغیچہ، ہاتھی ، اصطبل ، رکشہ

عملی سرگرمی

1۔ یہ نظم خدا کی تعریف وتوصیف سے متعلق ہے۔ ایسی تین نظموں کو جمع کیجئے اور اپنے دوستوں کو سنائیے۔

2۔ قرآن پاک سے سورہ رحمٰن کا ترجمہ نقل کر کے لائیں۔

سبق-2

برائے مطالعہ

نعت

اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں ، روتے ہنسا دیئے ہیں

اِک دل ہمارا کا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیے ہیں

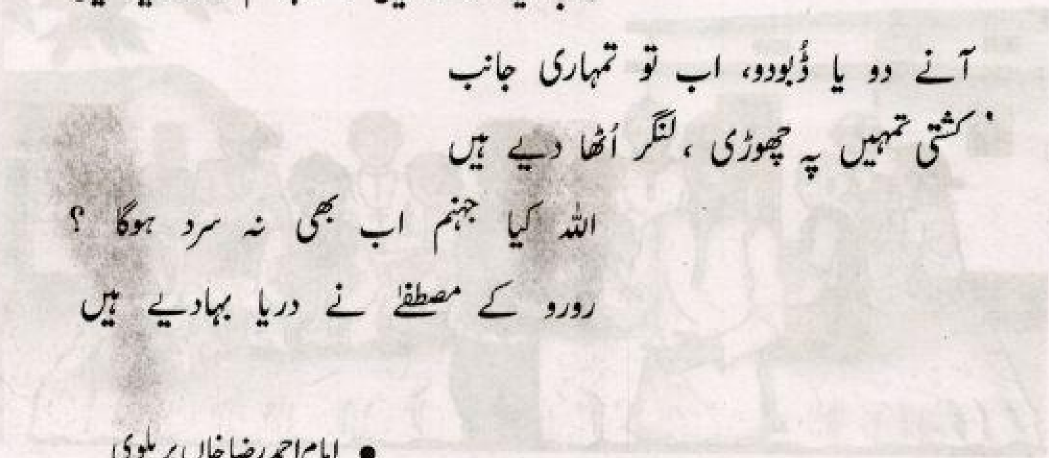

اُن کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں ، سب غم بھلادیے ہیں

آنے دو یا ڈُبودو، اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی ، لنگر اُٹھا دیے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا ؟
رورو کے مصطفٰے نے دریا بہادیے ہیں

• امام احمد رضا خاں بریلوی

مشکل الفاظ کے معنیٰ

لفظ	معنیٰ
غنچے	کلیاں
کوچے	گلیاں
رحمت	خدا کی مہربانی، رحم
آزار	تکلیف
نثار	قربانی
کشتی	ناؤں
لنگر	سمندری جہاز کو روکنے کے لئے لنگر کا استعمال کیا جاتا ہے
جہنم	دوزخ

سبق-3

اُردو زبان

اردو زبان دنیا کی جدید زبانوں میں سے ہے اور رفتہ رفتہ یہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ زبان نہ کسی کی ایجاد ہوتی ہے اور نہ کوئی اسے ایجاد کرسکتا ہے۔ جس اصول پر بیج سے کونپل پھوٹتی ہے، پتے نکلتے ہیں، شاخیں پھوٹتی ہیں، پھول لگتے ہیں اور ایک دن وہی ننھا سا پودا ایک تناور درخت ہو جاتا ہے اسی اصول کے مطابق زبان پیدا ہوتی، بڑھتی اور پھلتی پھولتی ہے۔

اردو زبان اس زمانے کی یادگار ہے جب مسلمان ہندوستان میں آئے اور اہل ہند سے اُن کا میل جول روز بروز بڑھتا گیا، اس وقت سے ملک کی زبان میں معمولی سی تبدیلی پیدا ہوئی، جس نے آخر ایک نئی صورت اختیار کرلی، جس کا ان میں سے کسی کو شان و گمان بھی نہ تھا، مسلمان فارسی بولتے آئے تھے اور ایک زمانے تک ان کی زبان فارسی ہی رہی، دربار و دفاتر میں بھی اسی کا سِکّہ جاری تھا۔ فارسی زبان کی تحصیل کے بغیر ناممکن تھا کیونکہ مسلمانوں کے علوم

وفنون کا خزانہ اسی زبان میں ہے ادھر ملک میں جو زبان (قدیم ہندی یا پراکرت) رائج تھی۔ اسے بھی مسلمانوں نے سیکھا۔

عوام وہی زبان بولتے تھے چنانچہ اس مخلوط زبان میں بڑے بڑے شاعر ہوئے، شاہی درباریوں، علماء اور شعراء نے بھی یہ زبان سیکھی اور اس میں تالیف وتصنیف کا بھی سلسلہ شروع کیا۔

غرض ہندوستان کے اس میل جول سے ایک نئی زبان نے جنم لیا جس کا نام بعد میں اردو رکھا گیا، اردو کے معنی لشکر کے ہیں اور لشکری زبان جیسی ہوتی ہے، ظاہر ہے یعنی آدھا تیتر آدھا بٹیر۔ اس لئے شروع میں پڑھے لکھے لوگ اس کے استعمال سے بچتے رہے، لیکن رفتہ رفتہ اس کے قدم جمنے لگے اور مغلیہ سلطنت کے آخری دور میں شعراء نے اس بچے کو اپنے سایۂ عاطفت میں لیا اور پال پوس کر بڑا کیا۔ بہت کچھ صفائی پیدا کی اور نئی تراش خراش سے آراستہ کیا۔

مغلیہ سلطنت کے زوال پر سمندر کے راستے سے ایک نئی قوم ہندوستان پر مسلط ہوئی جو ہندو اور مسلمانوں سے بالکل غیر تھی۔ اس قوم نے اس کی انگلی پکڑی، اس نے انگلی پکڑتے اس کا پہنچا پکڑا اور دربار سرکار میں اس کی رسائی ہوگئی۔ رفتہ رفتہ دفاتر سے فارسی کو نکال باہر کیا اور خود اس کی کرسی پر جلوہ گر ہوگئی آخر ہندوستان کی قدیم راجدھانی اس کا جنم بھوم اور دوآبہ اس کا وطن ہوا۔

اب یہ دور دور پھیل چکی ہے۔ ہندوستان کے اِس سرے سے اُس سرے تک چلے جایئے ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے بلکہ ہندوستان سے باہر تک جا پہنچی ہے۔ اب یہ دنیا کی جدید زبانوں میں شمار کئے جانے کے قابل ہوگئی۔

اردو ہندی نژاد اور قدیم ہندی پراکرت کی آخری اور سب سے شائستہ صورت ہے، ہندی بولی اور فارسی کے میل سے بنی ہے، اس میں سنسکرت اور پراکرت کے الفاظ ہیں وہ زمانہ دارز کے استعمال اور زبانوں پر چڑھ جانے سے ایسے ڈھل گئے ہیں کہ اصل الفاظ میں تلفظ اور لہجہ کی دقت تھی۔ بالکل جاتی رہی اور چھٹ چھٹا کر پاک صاف سیدھے سادے رہ گئے جس سے زبان میں لوچ، گھلاوٹ اور صفائی پیدا ہوگئی۔

اردو کے ہندی نژاد ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ بیرونی زبانوں کا اثر اسماء وصفات میں ہوا ہے ورنہ زبان کی

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

بنیاد یہیں کی زبان پر ہے، تمام حروف فاعل، مفعول، اضافت، نسبت، ربط وغیرہ ہندی ہیں، ضمیریں سب کی سب ہندی ہیں۔ افعال سب ہندی ہیں لیکن فارسی، عربی کے الفاظ کے اضافے نے مختلف صورتوں میں اس کی اصل خوبی میں اضافہ کردیا ہے۔ ہندی الفاظ میں دل نشینی کا خاص اثر ہے اور عربی وفارسی الفاظ میں شان وشوکت کا۔ اردو زبان کے لئے ان دونوں عنصروں کا ہونا ضروری ہے۔

عربی فارسی الفاظ نے نہ صرف لغت میں بلکہ خیالات میں بھی وسعت پیدا کردی ہے، جس سے زبان کا حسن دوبالا ہوگیا اور وہ زیادہ وسیع اور کارآمد بن گئی، مگر اصل بنیاد جس پر وہ قائم ہے ہندی ہی ہے۔ بعض غیر زبانوں کے اسماء وصفات کے اضافے سے اس کے ہندی ہونے میں مطلق فرق نہیں آسکتا مثلاً آج کل بہت سے انگریزی الفاظ داخل ہوتے جاتے ہیں لیکن اس سے زبان کی اصلیت وماہیت پر کوئی کچھ اثر نہیں پڑسکتا۔

غرض یہ زبان مختلف حیثیتوں سے ایسی قبول صورت ہوگئی ہے کہ اس کی ترقی میں شبہ نہیں ہوسکتا، اس کی صفائی، فصاحت، صلاحیت اور ہندی، فارسی، عربی اور انگریزی کے مختلف مفید اثرات اس امر کا یقین دلاتے ہیں کہ وہ دنیا کی ہونہار زبانوں میں سے ہے۔

• مولوی عبدالحق

مشکل الفاظ کے معنی

لفظ	معنی
جدید	نیا، تازہ
گامزن	چلنے والا، تیز رو، تیز رفتار
تناور	موٹا، مضبوط، طاقت ور
دستارِ فضیلت	وہ پگڑی جو تعلیم کی تکمیل پر باندھی جاتی ہے، پگڑی باندھنا
تحصیل	حاصل کرنا، وصول کرنا، جمع کرنا، سیکھنا، مال گزاری، فائدہ

علوم	علم کی جمع
فنون	فن کی جمع
مخلوط	ملا جلا، گڈمڈ
تصنیف	کتاب لکھنا، مضمون بنانا
تالیف	اہل قلم کی تحریروں کا مجموعہ
خلا	خالی جگہ، زمین سے اوپر وہ خطہ زمین کی کشش ثقل کا اثر نہیں ہوتا، خلوت
عاطفت	مہربانی، لطف، عنایت، شفقت
آراستہ	سجایا ہوا، سنوارا ہوا، مسلح، ہتھیار بند، لیس
مسلط	مغلوب کیا گیا، فتح کیا گیا، مقرر کیا گیا، تعینات کیا گیا
نثر	وہ عبارت جو منظوم نہ ہو، بکھرا ہوا
شائستہ	مہذب، باسلیقہ، باتمیز، بااخلاق
فاعل	کام کرنے والا
مفعول	وہ اسم جس پر کوئی فعل واقع ہوا ہو
اضافت	اضافہ، زیادہ کرنا
ربط	لگاؤ، بندش، تعلق، میل ملاپ، راہ ورسم، نسبت
نسبت	تعلق، سگائی، کسی چیز کی طرف منسوب ہونا، منگنی
وسعت	گنجائش، کشادگی، پھیلاؤ، چوڑائی
وسیع	کشادہ، دور تک پھیلا ہوا، چوڑا
ماہیت	حقیقت، کیفیت، اصل، جوہر
فصاحت	خوش کلامی، خوش بیانی

آپ نے پڑھا اور جانا

اردو زبان دنیا کی جدید اور مقبول زبانوں میں شمار کی جاتی ہے، اس کے آغاز کا وہ دور ہے جب ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد ہوئی، ہندوستان کے مختلف علاقوں کی زبانوں اور بولیوں کے اثر سے یہ شیریں زبان وجود میں آئی جو رفتہ رفتہ مقبولیت حاصل کرتی گئی اس زبان کو سجانے سنوارنے میں عوام کے ساتھ ساتھ حکمرانوں اور صوفیاء کرام نے نمایاں رول ادا کیے۔ یہ زبان ہندوستانی، ہندوی اور ریختہ کے نام حاصل کرتی ہوئی اردو تک پہنچی۔

اُردُو کے معنی لشکر کے ہیں۔ اس زبان میں ہندی کی شیرینی اور عربی وفارسی کی شان وشوکت شامل ہے۔ یہ زبان لگاتار ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

1. درجہ ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں صحیح جواب چن کر لکھیں۔

دنیا کی جدید زبانوں میں سے کون سی زبان ایسی ہے جس کے معنی لشکر کے ہیں۔

(i) (الف) عربی (ب) اردو

(ج) فارسی (د) ہندی

(ii) اردو کی مقبولیت کی سب سے اہم وجہ کیا ہے؟

(الف) یہ زبان آسان ہے (ب) اس کا رشتہ عوام سے ہے

(ج) یہ مذہبی زبان ہے (د) یہ ہندی سے ملتی جلتی زبان ہے

(iii) ان میں سے کون سی صفت اردو زبان کی نہیں ہے؟

(الف) شیرینی (ب) لطافت

(ج) عصبیت (د) مقبولیت

(iv) اردو میں مفرد حروف تہجی کی تعداد کیا ہے؟

(الف) 36 (ب) 37

(ج) 38 (د) 39

(v) 'کاشف روٹی کھائے گا' اس جملہ میں فاعل کیا ہے؟

(الف) کاشف (ب) روٹی

(ج) کھائے گا (د) ان میں سے کوئی نہیں

(iv) اُردو میں حروف تہجی میں مرکب الفاظ کی تعداد کیا ہے؟

(الف) 13 (ب) 14

(ج) 15 (د) 16

2. سوچئے اور بتایئے

(الف) اردو زبان کس زمانے کی ایجاد ہے؟

(ب) اردو کے معنی کیا ہے؟

(ج) کن زبانوں کے الفاظ شامل ہونے سے اردو زبان کا حسن دوبالا ہو گیا؟

(د) مغلیہ سلطنت کے بعد سمندر کے راستے سے کون سی قوم ہندوستان پر مسلط ہوئی؟

(ر) اردو زبان کون سی قدیم زبان کی آخری شائستہ صورت ہے؟

3. غور کیجئے اور بتایئے

(i) کئی زبانوں کے میل جول سے کیا وجود میں آتی ہے؟

(ii) آپ اردو کیوں پڑھنا چاہیں گے؟

4. **ذیل میں دیئے گئے جملوں کے املا کو درست کریں**

(i) اردو ایک پیاری زبان ہے

(ii) اردو کے معنی لسکر ہوتے ہیں

(iii) مگلیہ سلطنت کے آکھری دور میں شعراء نے اس بچے کو پال پوش کر بڑا کیا۔

(iv) اردو زبان کی سعری صنف گجل ہے۔

(v) مرجا گالب ایک بڑے شاعر تھے۔

5. **واحد سے جمع بنائیں**

شاعر، شجر، فن، علم، تصنیف، غرض

6. **ذیل میں دیئے گئے الفاظ کی تانیث بتائیں**

کمہار، لوہار، نیا، ناگ، شاعر، دھوبی

7. **"باز" لاحقہ کے ساتھ چند الفاظ لکھیے:**

دغا۔ جاں۔ نشانہ۔ پتنگ۔ جلد۔ دھوکہ۔ کبوتر

8. خالی جگہوں کو بھریں

(i) اردو زبان.......................زبان ہے

(ii) اردو زبان اس.......................کی یادگار ہے

(iii) ....مسلمانوں کی مذہبی اور علمی زبان تھی۔

(iv) سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا نظم کے نظم نگار.......... ہیں

(v) ....ہماری مادری زبان ہے۔

عملی سرگرمی

☆ اردو زبان کے قدیم شاعروں اور نثر نگاروں کے نام معلوم کریں۔

☆ اپنی پسند سے بہار کے کسی شاعر اور ادیب کے بارے میں آپ جو کچھ جانتے ہیں، لکھیں۔

سبق-4

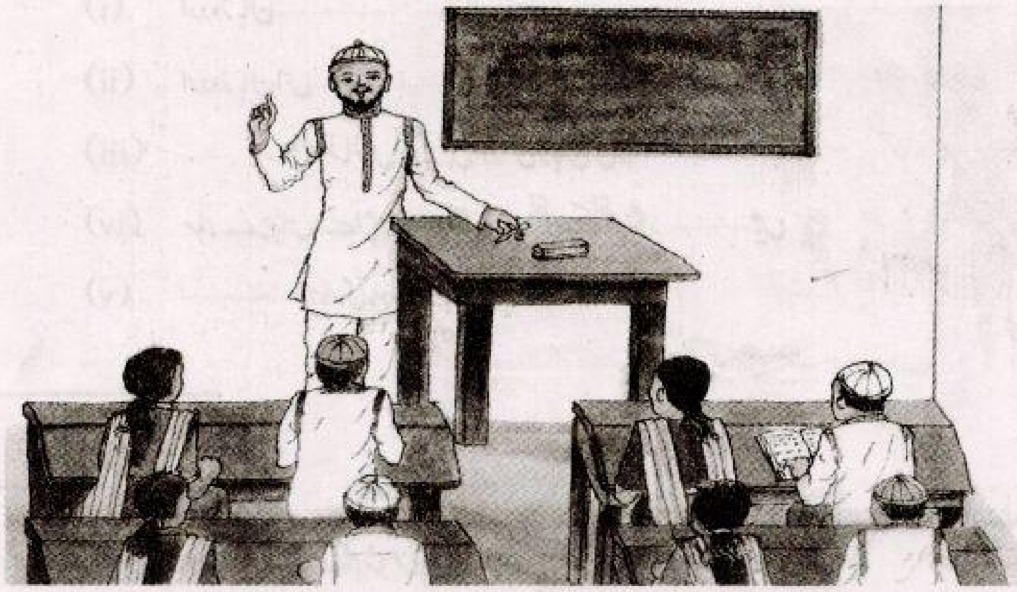

تعلیم وتربیت

تعلیم وتربیت کو ہم معنی سمجھنا بڑی غلطی ہے۔ بلکہ وہ جدا جدا دو چیزیں ہیں۔ جو قوتیں خدا تعالیٰ نے انسان میں رکھی ہیں ان کو تحریک دینا اور شگفتہ وشاداب کرنا انسان کی تعلیم ہے، اور اس کو کسی بات کا مخزن اور منبع جاننا اس کی تربیت ہے۔

انسان کو تعلیم دینا درحقیقت کسی چیز کو باہر سے اس میں ڈالنا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے دل کے سوتوں کا کھولنا اور اندر کے سرجی چشمہ کے پانی کو باہر نکالنا ہے، جو صرف اندرونی قوی کو حرکت میں لانے، اور شگفتہ وشاداب کرنے سے نکلتا ہے، اور انسان کو تربیت کرنا، اس کے لئے سامان مہیا کرنا، اور اس سے کام لینا ہے، جیسے جہاز تیار ہونے کے بعد

اس پر بوجھ لادنا اور حوض بنانے کے بعد اس میں پانی کا بھرنا۔ پس تربیت پانے سے تعلیم کا پانا بھی ضروری نہیں ہے، تربیت چاہو جتنی کرو! اور اس کے دل کو تربیت کرتے کرتے منہ تک بھر دو! مگر اس سے دل کی سرجی سوتیں نہیں کھلتیں، اور بالکل بند ہو جاتی ہیں۔

اندرونی قویٰ کو حرکت دیئے بغیر تربیت تو ہو جاتی ہے، مگر تعلیم کبھی نہیں ہوتی۔ اس لئے ممکن ہے کہ ایک شخص کی تربیت تو بہت اچھی ہو، اور تعلیم بہت بری۔ یہی حال ٹھیک ٹھیک ہمارے تربیت یافتہ لوگوں کا ہے، کہ تربیت تو نہایت اچھی ہے، اور تعلیم کچھ نہیں، ظاہر میں دیکھو، تو طمطراق بہت کچھ، مگر جب اصلیت ڈھونڈو تو کچھ نہیں ملبوسات اور وضع قطع سے بہت کچھ، مگر دل کی اور اندرونی قویٰ کی شگفتگی دیکھو تو کچھ بھی نہیں۔

نہایت عمدہ قول ہے کہ کتابوں کا پڑھا دینا تو تعلیم کا نہایت ادنیٰ اور سب سے زیادہ حقیر جزو ہے، بلکہ اس قسم کے بہت سے مضامین پڑھنے سے جس میں اندرونی قویٰ کی تحریک اور شگفتگی نہ ہو، جس قدر دل کے قویٰ کمزور اور ناکارہ ہو جاتے ہیں ایسے اور کسی چیز سے نہیں ہوتے۔

ہم اپنے ہاں کے بہتوں کا حال بالکل یہی دیکھتے ہیں کہ ان کے روحانی قویٰ بالکل نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور زبانی بک بک یا تکبر و غرور اور اپنے آپ کو بے مثل و بے نظیر، قابلِ ادب سمجھنے کے اور کچھ باقی نہیں رہتا۔ زندہ ہوتے ہیں، مگر دلی اور روحانی قویٰ کی شگفتگی کے اعتبار سے بالکل مردار ہوتے ہیں، کتابیں پڑھتے ہیں اور جس قدر عمدہ کتابیں افراط سے بہم پہنچیں ان کو اور زیادہ پڑھتے ہیں، اور اُن سے تربیت حاصل کرتے ہیں اور ایسے بیل کے مانند ہو جاتے ہیں جو برابر چرتا ہے۔ اور پھر بھی چراگاہ ہی میں رہنے کی خواہش کرتا ہے۔ پس کتابیں پڑھ لینے سے انسانیت نہیں آجاتی، بلکہ وہ کتابی علم خود ان پر بوجھ ہوتا ہے۔

ہمارا مطلب یہ ہے کہ تمام خرابیوں کی جڑ جو ہم پر نازل ہے یہی ہے کہ ہم نے اپنے دل کو اور اپنے اندرونی قویٰ کو بالکل خراب کر دیا ہے۔ علم جو حاصل کرتے ہیں، وہ بھی بعوض اسی کے روحانی قویٰ کو سرسبز و شاداب کرے، ان کو پژمردہ کر دیتا ہے، اور ہمارے قویٰ کو جو درحقیقت سرچشمہ تمام نیکیوں کے ہیں، بالکل کمزور اور ناکارہ کر دیتا ہے، اور ہماری حالت تمام معاملات میں، کیا دین کے کیا دنیا کے، خراب ہوتی ہوئی چلی جاتی ہے۔

پس ہم کو اپنے پر رحم کرنا چاہئے اور ایسی تعلیم کو اختیار کرنا چاہئے جو اندرونی قویٰ کو شگفتہ اور شاداب کرے اور دل کی سوتوں کو کھول کر سرجی چشمہ سے پانی باہر نکالے جس سے ہماری زندگی سرسبز و شاداب ہو۔

● سرسید احمد خاں

مشکل الفاظ کے معنی

لفظ	معنیٰ
تعلیم	علم، پڑھانا، کچھ سکھانا
تربیت	پرورش کرنا، اچھے طور طریقے سکھانا
تحریک	ترغیب، کسی بات کو شروع کرنا
شگفتہ	کھلا ہوا
شاداب	ہرا بھرا
مخزن	خزانہ، جمع کرنے کی جگہ
مجمع	بھیڑ، ہجوم
سوت	زمین سے پانی نکلنے کی جگہ، سرچشمہ

سرجی چشمہ	کھلا ہوا چشمہ
قویٰ	قوت کی جمع، طاقت
طمطراق	ٹھاٹھ، شان وشوکت
عمامہ	پگڑی، دستار
جبہ	ایک طرح کا ڈھیلا کرتا جس کی آستین کلائی سے اوپر ہوتی ہے
حقیر	نیچ، کم درجے والا
جزو	ٹکڑا، حصہ
نیست ونابود	برباد ہونا، ختم ہو جانا

آپ نے پڑھا اور جانا

حصول تعلیم کو لوگ کافی سمجھتے ہیں جبکہ اس مضمون کے ذریعہ اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت بھی بے حد ضروری ہے یعنی تربیت کے بغیر تعلیم کو مکمل نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ بعض لوگ صرف تربیت کو ہی ترجیح دیتے ہیں جس کی وجہ سے تعلیم پس پشت رہ جاتی ہے۔ یہ خیال بھی ٹھیک نہیں ہے اس لئے کہ تعلیم کے بغیر تربیت بھی نامکمل ہے۔

سرسیّد احمد خاں نے ہمیں بتایا کہ تعلیم اس طرح حاصل کی جائے کہ اُس کے ذریعہ ہمارے اندرونی قویٰ شگفتہ وشاداب ہوں۔ تعلیم وتربیت کے ذریعہ ہماری خامیاں دور ہوں اور ہمارے اخلاق وکردار بہتر ہوں۔

تعلیم کے حصول کا ذریعہ کتابیں، درس وتدریس اور دیگر ذرائع ہیں جبکہ تربیت حاصل کرنے کے لئے ہمیں اچھی صحبت، والدین، بڑے بزرگوں کی فرماں برداری اور باطنی صفائی کی ضرورت پڑتی ہے۔

1. درج ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں، صحیح جواب چن کر لکھیں۔

(i) سر سید احمد خاں نے تعلیم کے ساتھ کس چیز کو اہم بتایا ہے؟

(الف) کسرت کو (ب) تربیت کو

(ج) والدین کی اطاعت کو (د) استاد کی اطاعت کو

(ii) انسان کی اچھی تربیت کس کے ذریعہ ہوتی ہے؟

(الف) والدین کے ذریعہ (ب) استاد کے ذریعہ

(ج) بڑے بزرگوں کے ذریعہ (د) سبھی کے ذریعہ

(iii) تعلیم و تربیت کا مقصد کیا نہیں ہے؟

(الف) کردار سازی (ب) اچھے اخلاق

(ج) دولت کمانا (د) طور طریقوں میں بہتری

(iv) درج ذیل الفاظ میں کس کا املا درست ہے؟

(الف) خاب (ب) بالکل

(ج) خاہش (د) تالق

(v) درج ذیل الفاظ میں سے 'پانی' کا ہم معنیٰ کون سا لفظ ہے؟

(الف) آب حیات (ب) رقیق

(ج) آب (د) چشمہ

2. **سوچئے اور جواب دیجئے**

(الف) تعلیم و تربیت کو ہم معنی سمجھنا غلطی ہے کیوں؟

(ب) دل کی سوتوں کو کھولنے سے کیا مراد ہے؟

(ج) تعلیم کے ساتھ تربیت کیوں ضروری ہے؟

(د) اندرونی قوئی کیسے کمزور ہو جاتے ہیں؟

(ح) ہمیں کیسی تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت ہے؟

(و) تعلیم حاصل کرنا کیوں ضروری ہے؟ تربیت پانے کے کیا طریقے ہیں؟

3. **دیئے گئے الفاظ سے ذیل کی خالی جگہوں کو پُر کریں**

(ہم معنی، قول، معاملات، حرکت)

(الف) اندرونی قوی.............. دیے بغیر تربیت تو ہو جاتی ہے مگر تعلیم کبھی نہیں ہوتی۔

(ب) نہایت عمدہ.............. ہے کہ کتابوں کا پڑھا دینا تو تعلیم کا نہایت ادنیٰ اور حقیر جز ہے۔

(ج) ہماری حالت تمام.............. میں کیا دین کے کیا دنیا کے خراب ہوتی چلی جاتی ہے

(د) تعلیم و تربیت کو.............. سمجھنا غلطی ہے۔

4. **نیچے لکھے الفاظ کے املا درست کریں**

تمتراک	امامہ	روہانی	امدہ	خاہش

5- درج ذیل الفاظ کو اس طرح جملوں میں استعمال کریں کہ جنس ظاہر ہوں

تعلیم، علم، حوض، حقیقت، تحریک، شاداب، پانی، روح

عملی سرگرمی

☆ اپنے آس پاس منعقد کسی جلسے میں جائیں اور غور کریں کہ اس جلسے میں لوگوں کے طور طریقے کیا ہیں؟

☆ کسی مذہبی شخصیت کے ایسے اقوال جمع کریں جن کے ذریعہ اچھی تربیت حاصل کی جاسکے۔

سبق-5

دنیا

ہے دنیا جس کا ناﺅں میاں یہ اور طرح کی بستی ہے
جو مہنگوں کو یہ مہنگی ہے اور سستوں کو یہ سستی ہے
یاں ہر دم جھگڑے اُٹھتے ہیں، ہر آن عدالت بستی ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں، انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے، یاں سودا دست بدستی ہے

جو اور کسی کا مان رکھے تو اس کو بھی ارمان ملے
جو پان کھلاوے پان ملے، جو روٹی دے تو نان ملے
نقصان کرے نقصان ملے، احسان کرے احسان ملے
جو جیسا جس کے ساتھ کرے پھر ویسا اس کو آن ملے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں، انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے، یاں سودا دست بدستی ہے
جو اور کسی کو ناحق میں کوئی جھوٹ بات لگاتا ہے
اور کوئی غریب اور بیچارہ حق ناحق میں لٹ جاتا ہے
وہ آپ بھی لوٹا جاتا ہے اور لاٹھی پاٹھی کھاتا ہے
جو جیسا جیسا کرتا ہے پھر ویسا ویسا بھرتا ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں، انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے، ماں سودا سب بدستی ہے

آپ نے پڑھا اور جانا

نظیر اکبر آبادی کو اردو نظم کا باوا آدم کہا جاتا ہے۔ نظیر کا تعلق اکبر آباد (آج کا آگرہ شہر) سے تھا۔ نظیر کے زمانے میں شعراء امیروں، رئیسوں اور شاہوں کے مزاج کے مطابق شاعری کر رہے تھے۔ نظیر نے ان شاعروں سے بالکل الگ عوام کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ انہوں نے اپنی نظموں کا موضوع میلے ٹھیلے، تیج تیوہار اور عام لوگوں کی سرگرمیوں کو بنایا۔ اور ساتھ میں زبان بھی عوام کی استعمال کی۔ ان کے اس انداز کو ان کے ہم عصر شعراء نے ناپسند کیا، اور انہیں گھٹیا اور کم تر شاعر کہا۔ لیکن نظیر اکبر آبادی کی عوامی مقبولیت نے بالآخر یہ ثابت کر دیا کہ وہ ایک اہم اور عظیم نظم گو شاعر تھے۔ نظیر اکبر آبادی کی کئی نظمیں جیسے دنیا، آدمی نامہ، بنجارہ نامہ، وغیرہ آج بھی اپنی اہمیت اور افادیت کے اعتبار سے ادب کے ہر حلقے میں معروف ہیں اور ان کے خالص ہندوستانی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ان کی شاعری تخیل کی پرواز نہیں بلکہ حقیقی زندگی کی ترجمان ہے۔

مشکل الفاظ کے معنیٰ

لفظ	معنی
ہر آن	ہر وقت
عدالت	کچہری، جہاں مقدموں کے فیصلے ہوتے ہیں
عدل	انصاف
پست	نیچا، کم تر
یاں	یہاں
دست بدستی	اس ہاتھ سے اس ہاتھ میں

مان	عزت
نان	روٹی
آن ملے	آملے، آکر ملے
ناحق میں	بلاوجہ، غیرضروری طورپر

1. **مختصرترین سوالات:**

(الف) کس کو اردو نظم کا باوا آدم کہا جاتا ہے؟

(ب) نظیر اکبرآبادی کا تعلق کس شہر سے تھا؟

(ج) نظیر نے کس طرح کی شاعری کی؟

(د) آدمی نامہ کیا ہے؟

(ہ) اکبرآباد کا نیا نام کیا ہے؟

2. **مختصرسوالات:**

(الف) اس نظم کے شاعر کو اردو نظم کا باوا آدم کیوں کہا جاتا ہے؟

(ب) نظیر اکبرآبادی کی شاعری کی اصل خوبی کیا ہے؟

(ج) اس نظم میں دنیا کو کس کس شکل میں پیش کیا گیا ہے؟

(د) اس نظم میں برائی کا بدلہ کس کس طرح پیش کیا گیا ہے؟

3. ## معروضی سوالات:

(i) نظیر اکبرآبادی کس طرح کے شاعر تھے؟

(الف) قصیدہ گو　(ب) غزل گو

(ج) ہجو گو　(د) نظم گو

(ii) شہر آگرہ کا پرانا نام کیا ہے؟

(الف) ملیح آباد　(ب) اکبرآباد

(ج) الہ آباد　(د) آگرہ آباد

(iii) "آدمی نامہ" کیا ہے؟

(الف) قصیدہ　(ب) مرثیہ

(ج) غزل　(د) نظم

(iv) جو اوروں کا مان رکھتا ہے اسے کیا ملتا ہے؟

(الف) ایمان　(ب) ارمان

(ج) انعام　(د) عزت

(v) کہاں ہر دم جھگڑے ہوتے ہیں اور ہر آن عدالت بستی ہے؟

(الف) سمندر میں　(ب) آسمان میں

(ج) دنیا میں　(د) جنگل میں

پڑھیے، سمجھیے اور کیجیے

مضاف وہ اسم ہے جس کا تعلق کسی دوسرے اسم سے ہو جیسے اللہ کا بندہ، شمشاد کی کتاب، ان میں بندہ اور کتاب کا تعلق اللہ اور شمشاد سے پیدا ہوتا ہے۔ جس کی طرف کسی شئے کا لگاؤ ہوتا ہے اسے مضاف الیہ کہتے ہیں۔ علامت اضافت: کا، کی، کے، اے، ای، نا، نی وغیرہ ہیں جیسے اس کا گھوڑا، اُن کے گھوڑے، اُن کی کتاب وغیرہ۔

اب مندرجہ بالا باتوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے، مضاف، مضاف الیہ اور علامت اضافت کی نشاندہی کیجئے:

- خدا کے فرشتے
- سرمد کا گھر
- میل کا پتھر
- ان کا ہاتھی
- ان کے گھوڑے
- امی کی باتیں

5. **کسی بھی نظم یا غزل میں قافیے بدلتے رہتے ہیں اور تخلیق آگے بڑھتی رہتی ہے، مثلاً:**

ہے دنیا جس کا ناؤں میاں یہ اور طرح کی بستی ہے
جو مہنگوں کو یہ مہنگی ہے اور سستوں کو یہ سستی ہے

اس شعر میں 'بستی اور 'سستی' قافیے ہیں۔ اس طرح کے ہم قافیہ اشعار اس نظم سے نقل کریں۔

6. **ذیل کے الفاظ کی ضد لکھئے:**

دنیا ....
مہنگا ....
بستی ....

پست ....

حق ....

غریب ....

مندرجہ ذیل الفاظ میں "نا" یا "بے" لگا کر نئے الفاظ بنائیں۔

حق ....

غیرت ....

جائز ....

مراد ....

انتہاء ....

حساب ....

شرم ....

واقف ....

عقل ....

سمجھ ....

عملی سرگرمیاں

- نظیر اکبرآبادی کی تصویر حاصل کیجیے اور اسے ہو بہو اسکیچ کرنے کی کوشش کیجیے
- اس نظم کو یاد کیجیے اور اپنے دوستوں کو سنائیے
- نظیر کی دوسری مشہور نظموں کو جمع کیجیے۔

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

سبق-6

نصیحت

اظہر ایک ذہین لڑکا تھا۔ مگر پڑھنے میں اس کا دِل نہیں لگتا تھا، گاؤں کے ہی اسکول میں اس کا داخلہ گھر والوں نے کرادیا تھا۔ مگر اظہر روزانہ اسکول نہیں جاتا بلکہ کھیل کود اور باغیچے کی سیر میں لگا رہتا تھا۔ گھر کے تمام لوگ اظہر کی حرکتوں سے نالاں اور پریشان تھے۔ امّی کے لاکھ سمجھانے پر بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ والد بھی اکثر پڑھائی کے لئے تاکید کرتے مگر اظہر کے دل پر نصیحتوں کا کچھ اثر نہیں پڑتا۔

ایک روز کا واقعہ ہے، اظہر اپنا بستہ لئے اسکول جا رہا تھا، راستے میں اس کا دوست سُفیان مل گیا۔ دونوں نے اپنا بستہ کہیں چھپا دیا اور باغیچہ کی طرف چل دیئے۔ باغیچہ گاؤں کے قریب تھا۔ دونوں نے لیچی توڑنے کا فیصلہ کیا، اظہر

Sarva Shiksha-2015-16(Free)

درخت پر چڑھ گیا۔ رسیلی لیچی دیکھ کر اظہر کے منہ میں پانی بھر آیا۔ وہ جلدی جلدی لیچی توڑ کر نیچے آنے لگا۔ نیچے کھڑا سُفیان ان لیچیوں کو اپنے پاکٹ میں بھرنے لگا۔ تبھی سفیان کو جمن چاچا کی آواز سنائی دی جمن چاچا باغیچے کے پہریدار تھے۔ ان کے آنے سے پہلے سفیان دوڑ کر بھاگ گیا۔ جمن چاچا کی نظر اس پر نہیں پڑسکی۔

اظہر درخت سے اترتے وقت پھسل گیا۔ جمن چاچا نے جب کسی کے گرنے کی آواز سنی تو اس کی طرف دوڑے، اظہر اٹھ کر بھاگنا چاہ رہا تھا لیکن چوٹ کی وجہ سے بھاگ نہ سکا۔ وہ جمن چاچا کی پکڑ میں آگیا، جمن چاچا نے اسے دو چار ڈنڈے بھی لگائے اور بڑبڑانے لگے۔

چور کہیں کا چوری کرتا ہے، خوف اور چوٹ سے اظہر کا برا حال تھا۔ جمن چاچا نے اس کی خوب پٹائی کی اور باغیچہ سے نکال دیا۔ اظہر اپنا بستہ لئے ہوئے روتا ہوا گاؤں کے کنارے پہنچ گیا۔ وہ ایک چبوترے پر بیٹھ کر ستانے لگا، دھوپ کڑی تھی اس کا جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا، تبھی اسے اپنا پرانا دوست شبلی آتا دکھائی دیا جو پڑھنے لکھنے میں تیز تھا۔

شبلی نے اظہر کو چبوترے پر بیٹھا دیکھ کر پوچھا کہ کیوں اظہر آج تم اسکول نہیں گئے کیا؟ اظہر بہت گھبرایا، وہ بہت شرمندہ تھا۔ شبلی نے اظہر کے پاؤں میں خراش دیکھ کر پوچھا یہ خراش کیسی ہے؟ اظہر نے افسردگی اور ندامت کے ساتھ پوری کہانی کہہ ڈالی، کہانی سن کر شبلی کو بہت افسوس ہوا، اور اس نے اظہر سے کہا کہ اسکول سے غائب رہنے کا یہی نتیجہ ہے۔ وہ اسے اپنے گھر لے گیا، مرہم پٹی کے بعد خاطر تواضع کی جس سے اظہر کو کافی آرام ملا۔

شبلی کی والدہ ایک ضعیف اور نیک دل خاتون تھیں۔ انہیں اظہر کے کرتوتوں کا علم پہلے سے ہی تھا۔ شبلی کی زبانی جب انہوں نے تمام واقعات سنے تو پیار سے اظہر کو اپنے پاس بلایا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے شفقت بھرے لہجے میں بولیں "بیٹے اظہر شبلی تمہارا پرانا دوست ہے۔ وہ کبھی اسکول ناغہ نہیں کرتا۔ اس نے محنت کی اور امتحان میں کامیاب ہو کر شہر کے اچھے اسکول میں داخلہ لے لیا۔ تم بھی ہمیشہ اسکول جایا کرو کیونکہ جو بچے اسکول نہیں جاتے شیطان ان سے خوش ہوتا ہے۔ ایسے بچے ہمیشہ ناکام ہوتے ہیں۔ اور سنو لیچی توڑنے مت جایا کرو، دیکھو کتنی تکلیف اٹھانی پڑی۔ اچھے بچے چوری نہیں کرتے۔ یہ گناہ ہے۔ زیادہ کھیل کود میں مت رہا کرو۔ برے دوستوں سے دور رہا

کرو۔ اگر اچھی طرح پڑھ لکھ لو گے تو ایک دن اچھے اور باعزت آدمی بن جاؤ گے۔"

اظہر شبلی کی امی کی باتوں کو سن رہا تھا تب اس نے سوچا کہ واقعی مجھے اپنا قیمتی وقت برباد نہیں کرنا چاہئے۔ برے لوگوں کی صحبت سے آخر مجھے کیا ملے گا۔ لہذا شبلی کی ماں سے وعدہ کیا کہ میں اب اپنی پڑھائی پر دھیان دوں گا اور اچھا انسان بننے کی کوشش کروں گا۔ یہ کہتے ہوئے اظہر گھر کی طرف چل پڑا اور اسی اظہر نے ایک دن بڑا ڈاکٹر بن کر اپنے والدین کا نام روشن کیا۔

- ماخوذ

مشکل الفاظ کے معنیٰ

لفظ	معنیٰ
نصیحت	نیک مشورہ، اچھی صلاح
ذہین	عقل اور ذہانت سے بھرپور
شرابور	تربتر، بہت بھیگا ہوا
خراش	رگڑ، چھیلن

افسردگی	کمہلاہٹ، مایوسی
ندامت	شرمندگی، پچھتاوا
اظہر	صریح اور واضح، ظاہر، بہت نمایاں
تواضع	خاطر و مدارات، مہمان داری، آؤ بھگت
ضعیف	کمزور، بوڑھا
شفقت	رحم، محبت، پیار، لطف، مہربانی
ناغہ	غیر حاضری

آپ نے پڑھا اور جانا

اظہر ایک ذہین لڑکا تھا لیکن بری صحبت اختیار کرنے کی وجہ سے وہ نہ صرف یہ کہ بدنامیوں اور پریشانیوں کی زنجیروں میں جکڑا جا رہا تھا بلکہ اس کی تعلیم بھی بہت زیادہ متاثر ہو رہی تھی وہ ذہانت کے باوجود امتحانات میں اچھے نمبر حاصل نہیں کر پاتا لیکن جیسے ہی اسے شبلی جیسے نیک دل اور شریف دوست کا ساتھ ملا وہ اپنی بری عادتوں سے باز آ گیا، شبلی کی والدہ کی نصیحتوں پر اس نے عمل کیا اور آگے چل کر ایک بہت بڑا ڈاکٹر بنا۔

لہٰذا ہمیں بھی ہمیشہ نیک صحبت اختیار کرنی چاہئے اور بڑے بزرگوں نصیحت کو مان کر اس پر عمل کرنا چاہئے تب جا کر ہم زندگی میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور ملک و قوم کی خدمت کر سکتے ہیں۔

1. درج ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں، صحیح جواب چن کر اپنی کاپی میں لکھیں

(i) اظہر اپنی پڑھائی میں کیوں ناکام ہو رہا تھا؟

(الف) آرام کرنے کی وجہ کر (ب) پیچی توڑنے کی وجہ کر

(ج) بری صحبت اختیار کرنے کی وجہ کر (د) کھیلنے کی وجہ کر

(ii) اظہر کو کس نے نصیحت کی؟

(الف) شبلی نے (ب) شبلی کی والدہ نے

(ج) سفیان نے (د) اُستاد نے

(iii) طلباء کو اسکول روزانہ

(الف) نہیں جانا چاہئے (ب) جانا ضروری نہیں ہے

(ج) جانا چاہئے (د) جا کر وہاں کھیلنا چاہئے

(iv) جس طرح 'پڑھنا' مصدر سے 'پڑھائی' مشتق ہے اسی طرح 'لڑنا' سے مشتق ہوگا۔

(الف) لڑاکو (ب) لڑاتی

(ج) لڑانا (د) لڑائی

(v) 'شبلی' اسم کی کون سی مثال ہے؟

(الف) اسم معرفہ (ب) اسم نکرہ

(ج) اسم آلہ (د) اسم ظرف

2. **مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب خود حل کریں۔**

(i) اظہر میں کیا خامی تھی؟

(ii) اس کی عادت وخصلت میں کون سا عیب پایا گیا؟

(iii) گاؤں کے قریب کس پھل کا باغیچہ تھا؟

(iv) باغیچہ کا پہرہ دار کون تھا؟

(v) کس نے اظہر کو چبوترے پر بیٹھا دیکھا اور اس نے کیا نصیحت دی؟

(vi) اظہر پر کس کی بات کا اتنا اثر ہوا جس سے وہ ایک اچھا انسان بن گیا؟

3. **واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنائیں**

اثر		نصیحت	
پریشان		واقعات	
باغیچہ			

4. **خالی جگہوں کو کتاب کی مدد سے پر کریں**

(i) اظہر کا پڑھنے میں.............نہیں لگتا تھا

(ii) اظہر اپنا بستہ لئے.............جارہا تھا

(iii) سفیان.............کو اپنے پاکٹ میں بھرنے لگا۔

(iv) ....باغیچہ کے پہرہ دار تھے۔

(v) چور کہیں کا.............کرتا ہے

(vi) ....نے اظہر کو چبوترے پر بیٹھا دیکھا

(vii) شبلی کی.............ایک ضعیف اور نیک دل خاتون تھیں

(viii) اظہر ایک دن.............بن کر دنیا کا نام روشن کیا۔

5. **متضاد الفاظ تیار کریں**

بے ایمان		انسان	
دھوپ		ضعیف	
اچھا		کامیاب	
خامی		روشن	

6. **مندرجہ ذیل جملوں میں سے اسم اور صفت تلاش کریں**

اظہر ایک ذہین لڑکا تھا۔ رسیلی لیچی دیکھ کر اظہر کے منہ میں پانی بھر آیا۔ چور کہیں کا چوری کرتا ہے۔ خوف اور چوٹ سے اظہر کا برا حال تھا۔ دھوپ کڑی تھی اور اظہر کا جسم پسینے سے شرابور تھا۔ اظہر کے پاؤں میں خراش دیکھا۔ اظہر افسردگی اور ندامت سے سر جھکائے بیٹھا تھا۔ مرہم پٹی کے بعد خاطر و تواضع کی۔ جس سے اظہر کو کافی آرام ملا۔

7. نیچے لکھے الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجئے۔

واقعہ	
قریب	
تکلیف	
کوشش	
درخت	
چوٹ	
صحبت	
علم	

8. کس کو کیا کہتے ہیں: جیسے نیکی کرنے والا۔ نیک

(i) خوب پڑھنے والا ....

(ii) رحم کرنے والا ....

(iii) مدد کرنے والا ....

(iv) محنت کرنے والا ....

(v) علم کا جاننے والا ....

9. مندرجہ ذیل کاموں میں سے کن کا تعلق ''حُسنِ سلوک'' سے ہے؟

- بھوکے کو کھانا کھلانا ....
- مجبور کی مدد نہیں کرنا ....
- بے سہارے کو سہارا دینا ....
- زبان شیریں نہ ہونا ....
- بے مروت ہونا ....
- بھٹکے کو راہ دکھانا ....

عملی سرگرمی

- کوئی مختصر سبق آموز کہانی لکھ کر لائیں

☆☆☆☆☆

سبق-7

مجاہدِ آزادی، ڈاکٹر سیّد محمود

ڈاکٹر سیّد محمود جدوجہد آزادی کے اہم ترین رہنماؤں میں تھے۔ ان کی پیدائش ضلع غازی پور کے ایک قصبہ سیّد پور بھتری میں 1889ء میں ہوئی۔ اُن کے والد مُلّا محمد عمر ایک دیندار اور فقیر منش انسان تھے۔ وہ اپنے بیٹے کو عالم بنانا چاہتے تھے۔ اُن میں دینی تعلیم کا رجحان پیدا کرنے کے لئے پیار سے ''مُلّا سیّد محمود'' کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کی ابتدائی تعلیم جونپور میں ہوئی پھر وہ بنارس چلے گئے، وہاں اُن کی انگریزی تعلیم شروع ہوئی۔ انگریزی تعلیم کے اثر سے آنکھیں کھلیں، پھر انہوں نے علامہ شبلی نعمانی وغیرہ کی تصانیف پڑھیں۔ ایک ''انجمن اخوان الصفا'' کے نام سے قائم تھی جس میں ہر ہفتہ تقاریر کے پروگرام ہوتے تھے۔ موصوف اس انجمن سے وابستہ ہوئے اور اس کے جلسوں میں تقریریں کرنے لگے۔ ان کی طبعی رجحانات کو دیکھتے ہوئے اُن کے سرپرستوں نے انہیں علی گڑھ بھیجنے کا فیصلہ کیا، چنانچہ وہ مزید حصولِ تعلیم کے لئے 1900ء میں بنارس سے علی گڑھ بھیج دیئے گئے، جہاں ان کی زندگی کے ایک نئے دَور کا آغاز ہوا۔ یہ وہ دور تھا جب علی گڑھ مسلمانوں کی ذہنی، سیاسی، تعلیمی اور علمی ترقیوں کا محور مانا جاتا تھا اور جو آواز علی گڑھ سے اٹھتی تھی سارے ہندوستان میں سنی جاتی تھی۔ حکومت برطانیہ مسلمانوں کے قومی وملی مفاد کے لئے علی گڑھ کو ہی مسلمان کا ترجمان مانتی تھی حالانکہ سیّد محمود میں ذہنی بیداری بنارس ہی کے مختصر قیام میں پیدا

ہو چکی تھی مگر ان کی تحقیقی نشو ونما علی گڑھ میں ہوئی، یہ وہ زمانہ تھا جب مسلمانوں میں ایک آزاد خیال طبقہ پیدا ہو رہا تھا۔

علی گڑھ کالج میں طلباء کا ایک گروپ ایسا تھا جو انگریز پروفیسروں کا حامی تھا اور ان کی پالیسیوں اور طور طریق کو علی گڑھ میں نافذ کرنے کے لئے آلہ کار بنا ہوا تھا۔ اس پست ذہنیت کے خلاف ڈاکٹر محمود نے سب سے پہلے آواز بلند کی اور عبدالرحمٰن بجنوری، تصدیق احمد خاں شیروانی، عبدالمجید بیرسٹر، قاضی تلمذ حُسین کے ساتھ مل کر ایک خفیہ سوسائٹی کی بنیاد ڈالی۔ اس سوسائٹی میں مضامین پڑھے جاتے، مباحثے ہوتے کہ انگریزی طاقت کو کیسے ختم کیا جائے۔ اس طرح کالج کے انگریز، قوم اور انگریزی حکومت اور کالج کے انگریز اسٹاف کے خلاف جو آگ اندر اندر سلگ رہی تھی وہ تیز ہوگئی، طلباء اور انگریز اسٹاف کے درمیان ایک خلیج پیدا ہونے لگی اور اندر اندر ہی سلگ رہی آگ ایک دن شعلوں کے روپ میں باہر آگئی۔ چنانچہ 1907ء میں کالج میں ہڑتال کا وہ مشہور واقعہ پیش آیا جس نے سارے ہندوستان کو علی گڑھ کی طرف متوجہ کر دیا، ہڑتال کرنے کرانے سزا بھگتنے اور معاف کئے جانے، غرض یہ کہ اس کی ہر منزل میں سیّد محمود یورپ پہنچے اور انگریزوں کے وطن میں تین سال قیام کیا پھر جرمنی آئے۔ کیمرج گئے اور بیرسٹری کی ڈگری حاصل کی، پھر جرمنی سے پی ایچ ڈی مکمل کیا۔ ہندوستان کی تاریخ ان کا خاص موضوع تھی اور اس پر وہ عالمانہ نگاہ رکھتے تھے، وہ ہندوستان سے انگریز دشمن بن کر گئے تھے اور اُنہیں اس قوم کی خوبیوں کا بھی پتہ چلا۔ زمانہ قیام میں وہ سیاست میں بھی نمایاں حصہ لیتے رہے، اور وہاں جوانی کے جوش میں کچھ دنوں رِیُولوشن (انقلابی) سوسائٹی سے بھی وابستہ رہے، لیکن جب بعد میں اس کی پالیسی کا اندازہ ہوا تو اس سے علاحدہ ہوگئے۔

ڈاکٹر صاحب 1913ء میں وطن واپس آئے اور 1915ء سے نامور بیرسٹر مولانا مظہرالحق صاحب کی رہنمائی میں پٹنہ ہائی کورٹ میں وکالت شروع کی، ڈاکٹر سیّد محمود ایک ہونہار اور کامیاب وکیل ثابت ہوئے، مولانا مظہرالحق ان کی ذہانت اور بصیرت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ سینئر اور جونیئر کے تعلق کو رشتے داری میں تبدیل کر دیا۔ انہوں نے اپنی بھانجی رفیقۃ الفاطمہ سے ڈاکٹر سیّد محمود کی شادی کر دی جو ڈاکٹر صاحب کی انقلابی اور سیاسی زندگی کے سفر میں سچی ہمسفر ثابت ہوئیں۔

وہ سیاست میں بھی حصہ لیتے رہے اسی دور میں وہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے ممبر ہوئے، 1921ء تک وہ

پٹنہ ہائی کورٹ کے ممتاز بیرسٹروں اور صوبۂ بہار کے مدبر رہنماؤں کی صف اوّل میں شمار کئے جانے لگے ۔انہوں نے خلافت تحریک میں بھی حصّہ لیا اور 1921ء میں مرکزی خلافت کمیٹی کے جنرل سکریٹری منتخب کئے گئے، اس کے بعد 1923ء میں پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے جنرل سکریٹری کے اہم ترین عہدے پر سرفراز کئے گئے، انہوں نے ملک وقوم کے لئے غیر معمولی خدمات انجام دیں۔ قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں اور ایثار وقربانی کے اَن مِٹ نقوش قائم کئے، 1926ء میں دوبارہ جنرل سکریٹری بنائے گئے اور سات برس تک آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے عہدے پر سرفراز رہے۔اس دَور میں انہوں نے ملک کے طول وعرض کا دورہ کیا۔ ہزار ہا جلسوں میں پُرجوش تقاریر کیں، خصوصاً بہار کے چپّے چپّے کو چھان مارا، بہت سے قابل ذکر جلسوں کی صدارت کی اور ورکنگ کمیٹی کے ممبر اور جنرل سکریٹری کی حیثیت سے ایسی لازوال خدمات انجام دیں جنہیں فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

آل انڈیا کانگریس ورکنگ کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے ڈاکٹر صاحب کی خدمات مختلف نوعیت کی تھیں۔ایک طرف تو وہ ملک وقوم کی بنیادی خدمات میں دیگر اکابرین کے رفیق کار تھے، تو دوسری طرف مسلمانانِ ہند کے مفاد کی نگرانی، ذمہ دارانہ طریقہ سے انجام دیتے تھے۔ 1935ء کی اصلاحات کے نفاذ کے بعد جب اسمبلی کے لئے الکشن کا دَور آیا اور کانگریس نے انتخابات میں عملی حصّہ لینے کا فیصلہ کیا تو ڈاکٹر صاحب کا دو حلقوں سے کھڑے ہوئے اور دونوں حلقوں سے کامیاب ہو کر اسمبلی میں آئے، جب بہار میں وزارت کی ترتیب ہونے لگی اور کانگریس نے عہدے قبول کرنے کا فیصلہ کیا تو اس وقت عوام کے ذہنوں خصوصاً اقلیتی طبقے کے ذہن میں یہ بات تھی کہ راجندر پرساد کے بعد کانگریسی حلقہ میں سب سے ممتاز اور جن کی شخصیت سب سے زیادہ قابل ترجیح ہو سکتی ہے وہ ڈاکٹر محمود کی ذات ہے اور آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے جنرل سکریٹری کا اعزاز اس امر کے لئے کافی تھا کہ وزارتِ عظمیٰ کا قلمدان ڈاکٹر صاحب کے لئے ہوگا لیکن ایسا نہیں ہوا اور وزارتِ تعلیم، صنعت وحرفت، قیادت اور زراعت کے لئے محکموں کا قلمدان ان کو دیا گیا، انہوں نے شعبۂ تعلیم میں پرائمری تعلیم پر خاص توجہ دی اس کی ترقی کے لئے اسکیمیں مرتب کیں اور اسکیموں کے ذریعہ انہیں مختلف شہروں میں پھیلایا۔

اشاعتِ تعلیم کے سلسلے میں انہوں نے بہار کے ذریعہ دوسرے صوبوں کی رہنمائی کی جس سے ناخواندہ افراد

نے فیض حاصل کیا۔اس وقت پٹنہ یونیورسٹی میں اُردو کا مسئلہ اٹکا ہوا تھا۔ان کی کوششوں سے اردو پروفیسروں کا تقرر عمل میں آیا۔انہوں نے اپنے ماتحت شعبوں کی ترقی دینے کے علاوہ مسلمانوں کے دیگر مسائل بھی دیکھے۔جن میں مسلمانوں کے لئے حق تناسب اور لوکل باڈیز میں مسلمانوں کی قیادت کے مسئلے خاص طور پر اہمیت کے حامل ہیں۔

ڈاکٹر سیّد محمود کی ان صفات کے ساتھ ساتھ ان کے علمی رجحانات بھی ان کی زندگی کے مختلف ادوار میں ظاہر ہوتے رہے، وہ ہندوستان کی تاریخ پر گہری نگاہ رکھتے تھے اور انگریزی رسائل میں اکثر وبیشتر مضامین لکھا کرتے تھے۔انہوں نے کتابیں بھی لکھی ہیں۔ان کی تصانیف میں ان کا مشہور رسالہ ''خلافت اور ہندوستان'' جس کا انگریزی ترجمہ بھی کثیر تعداد میں شائع ہوا اور پسند کیا گیا،'دیوان غالب' کے بدایوں ایڈیشن کو انہوں نے ہی مرتب کیا اور غالب کے کام پر نئے انداز میں مقدمہ لکھا، اسی طرح مختلف مطبوعات پر وقتاً فوقتاً مقدمہ اور دیباچے لکھتے رہے، اور بہت سی نامکمل تصانیف اور مضامین ان کے انتقال کے بعد ملے۔

ڈاکٹر صاحب جدید ہندوستان کے معماروں میں شامل ہیں، صوبۂ بہار کے لئے یہ بڑے فخر کی بات رہی کہ وہ اس صوبے سے ہمیشہ وابستہ رہے اور یہاں کے لئے انہوں نے جو قابلِ قدر خدمات انجام دیں ہیں انہیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ان کا انتقال 28 ستمبر 1971ء کو ہوا، ان کی تدفین مولانا آزاد میڈیکل کالج قبرستان مہندیان دہلی میں ہوئی۔

ڈاکٹر سیّد محمود کے خانوادے میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں ان کی ایک بیٹی بیگم حمیدہ نعیم بہار قانون ساز اسمبلی کی رکن بھی رہیں اور ان کے خلف دوئم کامریڈ سیّد حبیب صاحب کمیونسٹ پارٹی کے مشہور لیڈر تھے۔

- ماخوذ

پڑھئے اور سمجھئے:

لفظ	معنی	لفظ	معنی
جدو جہد	کوشش	ادوار	دور کی جمع
عہد قدیم	پرانا زمانہ	مُرتّب	تیار، مکمّل
طبعی	فطری	اہم ترین	نہایت ضروری
بیداری	عقل، سمجھ	تصانیف	تصنیف کی جمع، لکھی ہوئی کتابیں
تصدیق	صداقت	رجحانات	جھکاؤ، رجحان کی جمع
نقوش	تصویریں، کندہ کی ہوئی چیزیں	نشوونما	پھولنا، پھلنا
اکابرین	بڑے لوگ	خفیہ	چُھپا ہوا، پوشیدہ
نفاذ	لاگو ہونا، جاری ہونا	سرفراز	سربلند
فراموش	یاد سے اُترا ہوا، بھولا ہوا	نافذ	لاگو، جاری ہونے والا
رفیق کار	کام آنے والا دوست	ایثار	دوسروں کو فائدہ پہنچانا
اشاعت	مشہور کرنا، پھیلانا	طول وعرض	لمبائی وچوڑائی
معمار	عمارت بنانے والا	نوعیت	قسم
خانوادہ	گھرانہ	دیباچہ	تمہید
تقاریر	تقریر کی جمع، بیانات	ناخواندہ	ان پڑھ، جاہل
آغاز	شروع	وابستہ	متعلق، بندھا ہوا

آپ نے پڑھا اور جانا

ڈاکٹر سیّد محمود مجاہدین آزادی کی صف میں نمایاں شخصیت کے حامل تھے، ان کی پیدائش 1889ء میں ضلع غازی پور (یوپی) میں ہوئی، حصول تعلیم کا سلسلہ جونپور سے لے کر بنارس اور علی گڑھ تک چلا۔ حب الوطنی کا جذبہ انہیں علی گڑھ میں طالب علمی کے زمانے میں ہی ملا۔ ان دنوں علی گڑھ میں بڑی بڑی شخصیتیں حصول آزادی کے لئے سرگرم تھیں، سیّد محمود نے اس ماحول سے اثر لیا اور عملی طور پر تحریکِ آزادی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا، وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ جرمنی سے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی لیکن انہوں نے انگریزوں کی ملازمت کے بدلے اپنے ملک کی خدمت کو اولیت دی۔ نتیجتاً انہیں انگریزوں کے عتاب کا شکار ہونا پڑا۔ آزاد ہندوستان میں بھی انہوں نے ملازمت کے برعکس وکالت کو ترجیح دی اور ملک کے طول و عرض میں سفر کر کے ہندوستانیوں کے اندر سماجی اور تعلیمی بیداری لانے کا کام کیا، صوبہ بہار سے ان کا گہرا تعلق تھا۔ اس صوبے میں اپنے طویل قیام کے دوران انہوں نے معاشرے کے ہر طبقے کی فلاح و بہبود کے لئے نمایاں کردار ادا کیا۔ ایک سیاستداں، ایک بیرسٹر، ایک ماہر تعلیم، ایک تاریخ داں کی حیثیت سے ان کے کارناموں کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا، ان کا انتقال 1971ء میں دہلی میں ہوا۔

درج ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں، صحیح جواب چُن کر لکھیں۔

1. ڈاکٹر سید محمود کی پیدائش کہاں ہوئی تھی؟

(i) (الف) حاجی پور میں (ب) مان پور میں

(ج) فتح پور میں (د) غازی پور میں

(ii) وہ علی گڑھ گئے تھے......................

(الف) لڑنے (ب) پڑھنے

(ج) ٹہلنے (د) رہنے

(iii) جرمنی سے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کرنے کے بعد پٹنہ میں انہوں نے..........

(الف) کفالت شروع کی (ب) وکالت شروع کی

(ج) صحافت شروع کی (د) خلافت شروع کی

(iv) ان کی وفات ہوئی

(الف) 1971ء میں (ب) 1961ء میں

(ج) 1951ء میں (د) 1981ء میں

(v) علم جاننے والے کو کہتے ہیں..........

(الف) علوم (ب) حاتم

(ج) نادم (د) عالم

(vi) خبر کی جمع ہے..........

(الف) خابر (ب) خبرنگار

(ج) اخبار (ر) خبری

2. **ذیل میں دیے گئے لفظوں کے معنی بتائیں**

لفظ: سرفراز طول وعرض لازوال فراموش نوعیت اکابرین رفیق دیباچہ

معنی: ....

لفظ: نفاذ اشاعت ناخواندہ ادوار معمار وابستہ مرتب حامل

معنی: ....

3. **پڑھئے اور جواب دیجئے**

(i) ڈاکٹر سید محمود کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟

(ii) انگریزی تعلیم کا ان پر کیا اثر ہوا؟

(iii) ان کی زندگی کے نئے دور کا آغاز کہاں سے ہوا؟

(iv) انہوں نے کس کے ساتھ مل کر خفیہ سوسائٹی کی بنیاد ڈالی؟

(v) 1907 میں علی گڑھ کالج نے سارے ہندوستان کو اپنی طرف متوجہ کیوں کیا؟

(vi) ڈاکٹر سید محمود کی سیاسی زندگی کے متعلق جو آپ جانتے ہیں لکھیں؟

(vii) ڈاکٹر سید محمود ہندوستان کے معماروں میں شامل تھے کیسے؟

4. **غور کیجئے اور بتایئے**

(i) آدمی مشہور و مقبول کیسے ہوتا ہے؟

(ii) سماج کے لئے آپ نے جو کچھ کیا ہے، لکھیں۔

5. **دیئے گئے لفظوں کے ہم معنٰی الفاظ بتائیں**

چاند اوّل سورج آب ابر اشک

6. **دیئے گئے سوالوں کے صحیح جواب چُنیں**

(i) ڈاکٹر سید محمود کی پیدائش .... میں ہوئی (1889ء، 1789ء)

(ii) ان کی ابتدائی تعلیم .... میں ہوئی (مان پور/ جون پور)

(iii) وہ اعلیٰ تعلیم کے لئے .... گئے۔ (علی گڑھ/ رام گڑھ)

(iv) ڈاکٹر محمود.................. سے وطن واپس آئے (پولینڈ/انگلینڈ)

(v) علی گڑھ کالج میں.................. میں ہڑتال کا واقعہ پیش آیا (1907ء/1917ء)

دیئے گئے جملوں کو ماضی میں بدلیں

	وہ ایک سیاست داں ہے	وہ ایک سیاست داں تھا
(i)	عذرا بنارس آئی ہے	
(ii)	عرفان کتاب پڑھ رہا ہے	
(iii)	شبلی پٹنہ سے آیا ہے	
(iv)	احسن پانی پئے گا	

8. ذیل میں دی گئی کہاوتوں کے معنی بتاتے ہوئے جملے بنائیں

خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے	جیسی صحبت ہو ویسا ہی اثر ہوتا ہے
	وہ بری صحبت سے بگڑ گیا سچ کہا گیا ہے کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے
رائی کا پہاڑ بنانا	
کوا چلا ہنس کی چال	
مال مفت دل بے رحم	

سبق-8

نوائے جرس

بڑھے چلو ، بڑھے چلو ، بڑھے چلو ، بڑھے چلو

برادرانِ نوجواں ، غرور کارواں ہو تم جہان پیر کے لئے شبابِ جاوداں ہو تم

تمہارے حوصلے جواں ، بڑھے چلو بڑھے چلو

برادران نوجواں ، بڑھے چلو بڑھے چلو

سلامِ موجِ گنگ لو مجاہدانِ حُریت ہیں گلفشاں بہشت سے پیمبرانِ حُریت

کھلا ہے عرصۂ جہاں ، بڑھے چلو بڑھے چلو

برادران نوجواں ، بڑھے چلو بڑھے چلو

قسم تمہارے عزم کی، فدا تمہاری شان کے   بڑھا کے ہاتھ توڑ لو ستارے آسمان کے

جھکادو شاخِ کہکشاں ، بڑھے چلو بڑھے چلو

برادران نوجواں ، بڑھے چلو بڑھے چلو

رُکے نہ پائے جستجو، بچھے ہیں خار راہ میں   جھکے نہ پرچم وعلم، کھڑے ہیں دار راہ میں

مثالِ گردِ کارواں ، بڑھے چلو بڑھے چلو

برادرانِ نوجواں ، بڑھے چلو بڑھے چلو

کھلے ہیں پھول زخم کے، اجل گلے کا ہار ہے   لہو سے سرخ ہیں کفن، یہ مژدۂ بہار ہے

نثار تیغ خوں فشاں ، بڑھے چلو بڑھے چلو

بردرانِ نوجواں ، بڑھے چلو بڑھے چلو

• علامہ جمیل مظہری

آپ نے پڑھا اور جانا

علامہ جمیل مظہری بہار کے معروف شعراء میں شمار ہوتے ہیں، وہ اپنی نظمیہ اور غزلیہ شاعری کے لئے یکساں طور پر مقبول ہیں۔ ان کے کئی شعری مجموعے شائع ہو کر منظر عام پر آ چکے ہیں۔ ان کے یہاں موضوعاتی نظمیں، حمدیہ اور نعتیہ کلام کثرت سے موجود ہیں، اس کے علاوہ قصائد اور ہجویات کے بھی نمونے مل جاتے ہیں، فکر جمیل، عکس جمیل، وغیرہ مجموعے نصاب میں بھی شامل ہیں، یہ نظم حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہو کر تخلیق کی گئی ہے۔ ساتھ ہی عزم اور حوصلے کو بھی تقویت پہنچانے میں حد درجہ کامیاب ہے۔

مشکل الفاظ کے معنیٰ

لفظ	معنی	لفظ	معنی
نوا	آواز	جہان	دنیا
جرس	گھنٹہ	عزم	ارادہ
برادران	بھائیوں، برادر کی جمع	فدا	نچھاور
غرور	گھمنڈ	شاخ	ٹہنی
کارواں	قافلہ	کہکشاں	ستاروں کی جُھر مُٹ
پیر	بوڑھا	جستجو	تلاش
شباب	جوانی	خار	کانٹا
جاوداں	ہمیشہ	علم	جھنڈا
موج گنگ	گنگا ندی کی لہریں بھنور	دار	پھانسی، سُولی
مجاہدانِ حُریّت	آزادی کے سپاہی مجاہد	اجل	موت
گلفشاں	پھول چھڑکنے والا	لہو	خون
بہشت	فردوس، جنت	مُژدہ	خوشی کی خبر، خوش خبری
نثار	قربان	تیغ	تلوار

1. معروضی سوالات

(i) علامہ جمیل مظہری کا تعلق کس صوبہ سے ہے؟

(الف) اتر پردیش (ب) ہماچل پردیش

(ج) بہار (د) مغربی بنگال

(ii) ان میں سے کون سا شعری مجموعہ جمیل مظہری کا ہے؟

(الف) دیوان جمیل (ب) عکس جمیل

(ج) اشعار جمیل (د) کلیات جمیل

(iii) یہ نظم کس جذبے سے سرشار ہے؟

(الف) حصول علم (ب) حصول زر

(ج) حب الوطنی (د) ترقی وترویج

(iv) اس نظم میں شاعر نے کس کو خاص طور سے مخاطب کیا ہے؟

(الف) بوڑھوں کو (ب) خواتین کو

(ج) نوجوانوں کو (د) بچوں کو

(v) نوائے جرس کے معنی کیا ہیں؟

(الف) نوجوانوں کی آواز (ب) گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز

(ج) گھنٹے کی آواز (د) جانوروں کی آواز

2. مندرجہ ذیل نامکمل مصرعوں کو توسین میں دیئے گئے الفاظ سے مکمل کیجئے

☆ جہان پیر کیلئے شباب .... ہو تم (جاں فشاں، جاوداں)

☆ سلام موج گنگ لو مجاہدین .... (جہاد، حریّت)

☆ قسم تمہارے عزم کی فدا تمہاری.........کے (شان، حوصلے)

☆ جھکے نہ پرچم وعلم.........دار راہ میں (کھڑے ہیں، پڑے ہیں)

☆ برادران.........بڑھے چلو بڑھے چلو (کارواں، نوجواں)

3. **مختصرترین سوالات**

(i) جمیل مظہری کیا ہیں؟

(ii) فکر جمیل کیا ہے؟

(iii) عکس جمیل کیا ہے؟

(iv) حب الوطنی کا کیا مطلب ہے؟

(v) اس مصرعے سے کیا جھلکتا ہے۔

برادران نوجواں بڑھے چلو، بڑھے چلو

4. **مختصر سوالات**

(i) علامہ جمیل مظہری کی نظم 'نوائے جرس' سے کیا سبق ملتا ہے؟

(ii) اس نظم میں انہوں نے کس بات پر زور دیا ہے؟

(iii) انہوں نے نوجوانوں کو خاص طور سے کیوں مخاطب کیا ہے؟

(iv) آزادی کی لڑائی کس جذبے کے ساتھ لڑی گئی؟

(v) جمیل مظہری کی شاعری کی خصوصیات کیا ہیں؟

5. احمد کو آم کھانا ہے، آپ کو پٹنہ جانا ہے۔ ان جملوں میں لفظ ''کھانا'' اور ''جانا'' کسی کام کو واضح کرتا ہے لہٰذا فعل اسے کہتے ہیں جس سے کسی کام کے کرنے یا ہونے کا پتہ چلتا ہے جیسے: پڑھنا، لکھنا، وغیرہ۔ فعل مرکب اسے کہتے ہیں جو دو لفظوں سے مل کر بنا ہو، جیسے رشوت لینا، گالی دینا، ظلم کرنا وغیرہ۔

مندرجہ بالا تعریفوں کی روشنی میں درج ذیل کو فعل مرکب میں تبدیل کریں۔

کرنا ....

دینا ....

چلنا ....

لینا ....

کھانا ....

پینا ....

6. **مندرجہ ذیل محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجئے**

سر سے کفن باندھنا۔ سر اٹھانا۔ جان ہتھیلی پر لئے پھرنا۔

جان کی خیر منانا خاک کا پیوند ہونا

عملی سرگرمیاں:

- علامہ جمیل مظہری کی تصویر حاصل کیجئے اور اسے اپنے کاپی میں اسکیچ کیجئے
- اس نظم کو یاد کیجئے اور ترنم کے ساتھ اپنے دوستوں کو سنائیے
- جمیل مظہری کی دوسری نظموں کے متعلق اپنے استاد سے جانکاری حاصل کیجئے۔

سبق:9

جہانگیر کا انصاف

اس ڈرامے کے کردار: بادشاہ جہانگیر اور درباری

فریادی عورت

بیگم نور جہاں

مسلح کنیزیں

چند سپاہی

مغلیہ سلطنت کا عظیم حکمراں اور اپنی عدل پسندی کے لئے مشہور بادشاہ جہانگیر شاہی تخت پر بیٹھا ہے۔ بادشاہ کے سامنے قطار بند نشستوں پر وزراء اور دیگر مشیر کار حکومت باادب بیٹھے ہیں۔ اچانک بکھرے ہوئے بالوں والی ایک پریشان حال عورت روتی بلکتی دربار میں داخل ہونے کی کوشش کرتی ہے۔ جس کو سپاہی روکنا چاہتے ہیں۔ جب بادشاہ کو خبر ملتی ہے تو وہ فریادی عورت کو دبار میں آنے کی اجازت دیتا ہے۔

فریادی عورت: (زاروقطار روتے ہوئے بادشاد کے قدموں میں گر پڑی) دُہائی ہے جہاں پناہ!
آپ کے رہتے ہوئے مجھ غریب کا سہاگ لُٹ گیا، میرے شوہر کو تیر مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اب میرا کیا ہوگا؟ میں اب کس کے سہارے زندگی بسر کروں گی؟ میرے بچوں کا خیال کون رکھے گا..........؟
جہاں پناہ میرے ساتھ انصاف کیجئے۔ مجھے انصاف چاہئے!

بادشاہ جہانگیر: (حیرت کے ساتھ) بہن تم کون ہو؟ کس نے تمہارے شوہر کو مارا؟ کون ہے وہ جس نے ایسا ظلم کیا ہے۔

فریادی عورت: بادشاہ سلامت! قاتل آپ کے محل میں ہی ہے۔

باشاہ جہانگیر: حیرت زدہ ہوکر۔ ہمارے محل میں؟ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ تم ہوش میں تو ہو؟ قاتل! وہ بھی ہمارے محل میں؟

فریادی عورت: جہاں پناہ! میں سچ کہہ رہی ہوں۔ آپ کے محل کا ہی ہے۔

بادشاہ جہانگیر: (سپاہیوں سے) سپاہیو! اِس عورت کے ساتھ جاؤ اور قاتل کو ہمارے دربار میں پیش کرو!
(سپاہی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے فریادی عورت کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں)

سپاہی: بہن، تم فکر نہ کرو! بادشاہ سلامت تمہارے ساتھ پورا انصاف کریں گے۔ بادشاہ اُس کو ہرگز نہیں بخشیں گے۔ قاتل خواہ کتنا ہی بڑا اور اہم آدمی ہو۔
(مسلح کنیزیں بیگم نور جہاں کو پکڑ کر دربار میں لے آتی ہیں)

فریادی عورت: (نور جہاں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) جہاں پناہ اسی عورت نے میرے شوہر کو مارا ہے۔

بادشاہ جہانگیر: (تعجب سے) نور جہاں، کیا تم نے اس کے شوہر کو مارا ہے؟

نور جہاں: ہاں جہاں پناہ! میں نے ہی اس کے شوہر پر تیر چلایا تھا۔

بادشاہ جہانگیر: ہندوستان کے حکمراں جہانگیر سے بات کر رہی ہو، نہ کہ اپنے شوہر سے، اس وقت تم ایک مجرم ہو میری بیوی نہیں۔ بتاؤ! تم نے ایسا کیوں کیا؟

نور جہاں: حضور! وہ مجھے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔

بادشاہ جہانگیر: اچھا اِسی بات پر تم نے اُس غریب کو تیر مار کر ہلاک کیا؟ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ وہ تمہیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا؟

نور جہاں: میں محل کی کھڑکی سے جھانک رہی تھی۔

بادشاہ جہانگیر: تم مجرم ہو، تم نے ایک معصوم انسان کی جان لی ہے۔

بادشاہ جہانگیر: (فریادی عورت کی طرف مخاطب ہو کر) بہن! نور جہاں نے تمہارا سہاگ چھینا ہے تم بھی اس کا سہاگ چھین لو: (تلوار دیتے ہوئے) لو یہ تلوار اور میرا سر میرے تن سے جُدا کردو۔ میں ثابت کردوں گا کہ جہانگیر انصاف کرنے میں اپنا بیگانہ نہیں دیکھتا۔ میں قربان ہو جاؤں گا لیکن عدل وانصاف کا خون نہیں ہونے دوں گا۔

(نور جہاں منہ چھپا کر رونے لگتی ہے۔ جہانگیر فریادی عورت کے سامنے تلوار پھینکتے ہوئے خود کو پیش کردیتے ہیں)

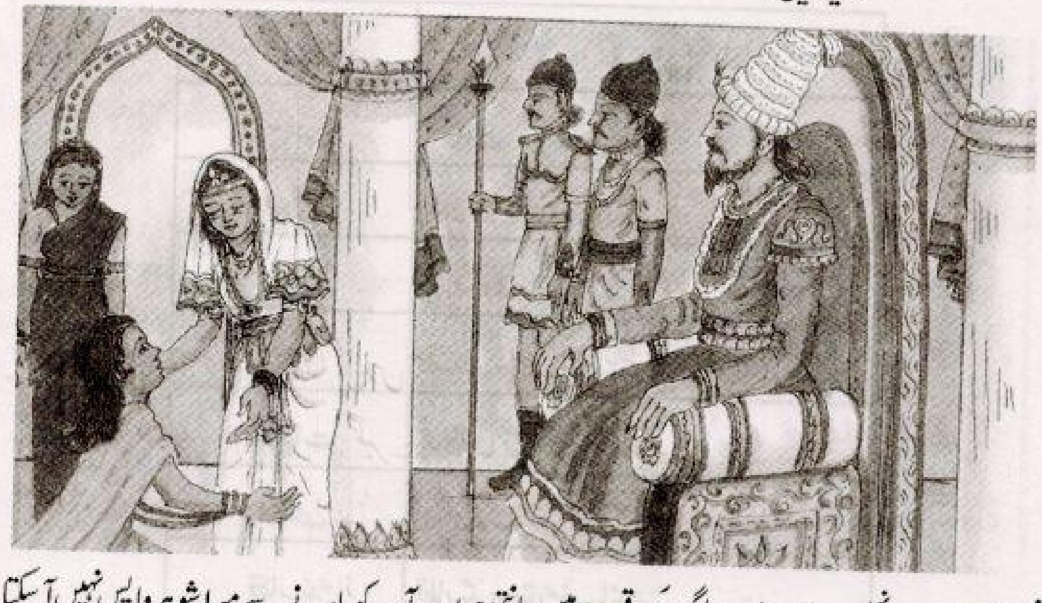

فریادی عورت: نہیں جہاں پناہ، سہاگ کی قیمت میں جانتی ہوں۔ آپ کو مارنے سے میرا شوہر واپس نہیں آسکتا۔

آپ جیسے انصاف پسند شہنشاہ پر میں تلوار چلا کر بیگم صاحبہ کا سہاگ نہیں اُجاڑ سکتی۔ مجھے معاف کریں مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہوگا۔

نور جہاں: (نور جہاں اس فریادی عورت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے) بہن تم نے اس گنہگار پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔تم ایثار وقربانی کی جیتی جاگتی تصویر ہو۔

بادشاہ جہانگیر: (وزیر سے) آج سے یہ عورت میری بہن ہے۔اس کی دیکھ بھال اور تمام اخراجات کی ذمہ داری میری ہے۔جاؤ اس کے رہنے سہنے کا انتظام کرو۔

تمام درباری: (بادشاہ جہانگیر کا انصاف دیکھ کر) جہاں پناہ کا اقبال بلند ہو۔

مشکل الفاظ کے معنیٰ

لفظ	معنیٰ
سلطنت	حکومت
عدل	انصاف
زاروقطار	بہت رونا
فریادی	انصاف چاہنے والا، نالش کرنے والا
اخراجات	خرچ کی جمع
عظیم	بڑا، بزرگ
قطار بند	قطار میں رہنا، صف باندھنا

آپ نے پڑھا اور جانا

بچو! آپ نے اس سبق میں ایک ڈرامہ پڑھا ہے، ڈرامہ اردو نثر کی ایک صنف ہے جس میں کسی واقعہ کو مکالمہ کے انداز میں مختلف کرداروں کے ذریعہ پیش کیا جاتا ہے اور جس کو اسٹیج پر اتارا جاسکتا ہے۔ اردو میں ڈرامے کی روایت بہت زیادہ پرانی نہیں ہے۔ ڈرامہ انگریزی کا لفظ ہے۔

اس ڈرامے میں ڈرامہ نگار نے مغل بادشاہ جہانگیر کی عدل پسندی کو پیش کیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ انصاف کی نگاہ میں بادشاہ اور رعایا سبھی برابر ہوتے ہیں۔ منصف جب اِنصاف کی کرسی پر بیٹھتا ہے تو وہ اپنے رشتے ناتے، جذبات اور نفع نقصان کو بھول جاتا ہے یہی انصاف کا تقاضہ ہے اور خدا کو پسند بھی۔ لہٰذا بادشاہ جہانگیر نے اپنی پیاری بیگم نور جہاں کی خطا پر ایک معمولی فریادی عورت کو یہ حکم دیا کہ وہ بیگم نور جہاں سے اپنا بدلہ لے مگر اس ہندوستانی عورت نے اپنی بزرگی ظاہر کرتے ہوئے بیگم نور جہاں کو معاف کردیا۔ جو اس عورت کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔

.1 درجہ ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں، صحیح جواب چُن کر لکھیں

(i) اپنی عدل پسندی کے لئے کون مغل بادشاہ مشہور تھا؟

(الف) اکبر (ب) جہانگیر

(ج) اورنگ زیب (د) شاہ جہاں

(ii) نور جہاں نے کس پر تیر چلایا؟

(الف) ایک بوڑھے شخص پر (ب) ایک جوان عورت پر

(ج) ایک چھوٹے بچے پر (د) ایک نوجوان مرد پر

(iii) فریادی عورت کا کیا لُٹ گیا؟

(الف) ساگ (ب) باغ

(ج) سُہاگ (د) سامان

(iv) درج ذیل الفاظ میں کون سا لفظ 'محل' کی جمع ہے؟

(الف) محلول (ب) محلے

(ج) محلات (د) محلّہ

(v) درج ذیل الفاظ میں سے کون 'عدل' کا مترادف لفظ ہے

(الف) بدل (ب) فیصلہ

(ج) انصاف (د) الزام

2. سوچئے اور بتایئے

(الف) پریشان عورت دربار میں کیوں داخل ہوئی؟

(ب) عورت نے بادشاہ سے کیا فریاد کی؟

(ج) فریادی کی فریاد سُن کر بادشاہ جہانگیر نے کیا کہا؟

(د) کیا نور جہاں کا تیر چلانا درست تھا؟

(ح) جہانگیر کے فیصلے کے بعد عورت نے کیا کہا؟

(و) نور جہاں نے کس کا شکریہ ادا کیا؟

3. **غور کیجئے اور بتایئے**

(i) کیا آپ نے کبھی کسی کی خطا کو معاف کیا ہے؟

(ii) مجرم کو اپنی غلطی تسلیم کرنے پر اُسے معاف کرنا کیسا عمل ہے؟

4. **سمجھئے اور بتایئے**

درج ذیل دو الفاظ کو ایک ہی جملے میں استعمال کریں۔ جیسے:

مشہور، عدل: جہانگیر مشہور اور عدل پسند بادشاہ تھا۔

(i) نور جہاں، ملکہ

(ii) فریادی، درباری

(iii) شوہر، تیر

(iv) قاتل، محل

(v) مجرم، معصوم

.5 **نیچے کے جملے کو غور سے پڑھیں اور محاورے کے استعمال کو سمجھ کر دیئے گئے محاوروں کو جملوں میں استعمال کریں۔**

وہ مجھے دیکھ کر نو دو گیارہ ہو گیا۔ یعنی مجھے دیکھ کر بھاگ گیا۔

(i) آس باندھنا۔ سر بلند ہونا۔ اُمید بھر آنا۔ باغ باغ ہونا۔ پانی پانی ہونا

6. **ذیل میں دیئے گئے الفاظ کی جنس بتائیں**

تیر	شوہر	قاتل	محل	انصاف
بیگم	قیمت	کنیز	کھڑکی	سپاہی

7. مناسب لفظ سے جملہ پورا کریں

(i) جہانگیر..................سلطنت کا عظیم حکمران تھا(عدلیہ/ مغلیہ)

(ii) بادشاہ شاہی..................پر بیٹھا تھا(تخت/لخت)

(iii) فریادی عورت دربار میں..................ہوئی(عاقل/ داخل)

(iv) قاتل آپ کے..................میں ہی ہے(محل/عمل)

(v) میں محل کی کھڑکی سے..................رہی تھی(جھانک/چھانک)

8. جمع سے واحد بنائیں

جیسے: محلوں۔محل

بادشاہوں۔ نشتوں۔غربا۔قاتلوں۔سپاہیوں۔مجرموں۔محلات۔تصاویر

9. واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنائیں

فرد۔ آفات۔ حیوان۔ وقت۔ صفات۔ حالت۔ مساجد

پڑھیے جانیے اور سمجھیے

بادشاہ جہانگیر نے کہا: ''سپاہیو! اس عورت کو ساتھ لے جاؤ اور قاتل کو ہمارے سامنے پیش کرو''

درج بالا عبارت میں بادشاہ جہانگیر نے اپنے سپاہی کو حکم دیا ہے، یہ فعل امر کی مثال ہے۔

زمانہ کے لحاظ سے فعل کی چھ قسمیں ہیں۔

(۱) ماضی (۲) حال (۳) مستقبل

(۴) مضارع (۵) امر (۶) نہی

فعل امر: وہ فعل ہے جس میں کسی کام کے کرنے کا حکم ہو۔

جیسے: علی وہاں جاؤ۔ رحمت ادھر آؤ وغیرہ

فعل نہی: وہ فعل ہے جس میں کسی کام کے کرنے سے منع کیا گیا ہو

جیسے: شراب مت پیو۔ دھوپ میں مت کھیلو وغیرہ

اب کیجیے

درج ذیل اقتباس کو پڑھ کر فعل امر یا فعل نہی کی نشاندہی کیجیے۔

نور جہاں: بہن تم نے اس گنہگار عورت پر بڑا احسان کیا ہے۔ تم ایثار و قربانی کی جیتی جاگتی تصویر ہو۔

بادشاہ جہانگیر: (وزیر سے) آج سے یہ عورت میری بہن ہے۔ اس کی دیکھ بھال اور تمام اخراجات کی ذمہ داری ہماری ہے۔ جاؤ اس کے رہنے سہنے کا انتظام کرو۔ دیکھو اسے کوئی تکلیف نہ دینا۔

عملی سرگرمیاں:

(i) اپنے استاد اور دوستوں کی مدد سے اس ڈرامے کو اسٹیج کریں۔

(ii) عدل پسندی پر مبنی کوئی کہانی تلاش کریں اور اپنے ہم جماعت ساتھیوں کو سنائیں۔

سبق-10

برائے مطالعہ

جاوید کے نام

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ ، نئی صبح و شام پیدا کر
خدا اگر دلِ فطرت شناس دے تجھ کو
سکوتِ لالہ و گل سے کلام پیدا کر
اُٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساں
سفالِ ہند سے مینا وجام پیدا کر
میں شاخ تاک ہوں ، میری غزل ہے میرا ثمر
مرے ثمر سے مئے لالہ فام پیدا کر
مرا طریق امیری نہیں ، فقیری ہے
خودی نہ بیچ ، غریبی میں نام پیدا کر

• ڈاکٹر سر محمد اقبال

مشکل الفاظ کے معنیٰ

لفظ	معنی
دیار	شہر، علاقہ، ملک
عشق	محبت، شوق، خواہش
فطرت شناس	عقل مندی، ہوشیاری، قدرت کی سمجھ
سکوت	خاموشی، امن
لالہ	روشن، درخشاں، ایک پھول کا نام
گل	پھول
کلام	سخن، بات، گفتگو
شیشہ گرانِ	شیشہ بنانے والے
فرنگ	یورپ کے متعلق، مراد انگریز
شیشہ	آئینہ، کانچ
سِفال	ٹھکری، مٹی
مینا	شراب کی بوتل، ایک قسم کے پتھر کا نام، رنگ برنگ کا شیشہ
جام	شراب پینے کا برتن، پیالہ، گلاس، پیمانہ، ساغر
تاک	انگور کی بیل
ثمر	پھل، میوہ
مے	شراب
فام	رنگ، شبیہ، مانند
خودی	خود شناسی، خودداری

سبق: 11

عاصم بہاری اور اُن کے کارنامے

دنیا میں کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کو زمانہ کبھی فراموش نہیں کرسکتا اور جن کی زندگی اور کارنامے آنے والی نسلوں کے لئے نمونہ ہوا کرتے ہیں۔ ایسی ہی ایک عظیم شخصیت کا نام عاصم بہاری ہے۔

مولوی علی حسین عاصم بہاری کی پیدائش ۱۵ر اپریل ۱۸۸۹ء کو بہار شریف (ضلع نالندہ) کے خاص گنج محلے میں ہوئی۔ ان کا تعلق ایک غریب بنکر خاندان سے تھا۔ ان کے والد مولانا آصف حسین ایک عالم اور دیندار آدمی تھے۔ ان کی والدہ بی بی زینب خاتون ایک گھریلو عورت تھیں۔ ان کے دادا مولانا عبدالرحیم نے ۱۸۵۷ء کی تحریک میں دہلی اور لکھنو میں انگریزوں کے خلاف پرچم بلند کیا جس کی وجہ سے انہیں بہت ساری صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں۔

عاصم بہاری کی بنیادی تعلیم بہار شریف میں ہوئی۔ اس کے بعد ۱۶ر برس کی عمر میں مالی تنگی کی وجہ سے انہیں کلکتہ (جواب کولکاتہ کے نام سے جانا جاتا ہے) میں نوکری کرنی پڑی۔ نوکری کے علاوہ جو وقت ملتا اسے وہ مطالعے میں لگاتے۔ اچھی کتابوں کے مطالعے اور اخبار بینی کا انہیں بے حد شوق تھا۔ اس زمانے میں کلکتہ ہندوستان کا دارالسلطنت تھا وہ ہر طرح کی سیاسی اور سماجی سرگرمیوں کا اہم مرکز بھی ہوا کرتا تھا۔

عاصم بہاری ملک کی آزادی اور کمزور طبقات کی فلاح و بہبود کے لئے ہمیشہ فکر مند رہتے تھے۔ لہٰذا وہ جلد ہی مختلف سیاسی اور اصلاحی تنظیموں سے منسلک ہو گئے اور اپنی نوکری سے استعفیٰ دے دیا۔ اس کے بعد انہوں نے بیڑی بنانے کا آزاد پیشہ اختیار کیا۔ اس دوران انہیں دیگر ہم خیال نوجوانوں کا ساتھ ملا جن کے ساتھ مل کر انہوں نے اپنی تحریک کو آگے بڑھایا۔

۱۹۱۱ء میں انہوں نے 'تاریخ المنوال' نامی ایک اخبار نکالا جس کے مدیر (ایڈیٹر) مولانا عبدالسلام مبارک پوری تھے۔ اس اخبار کے ذریعہ انہوں نے مسلم بنکروں اور دیگر پسماندہ لوگوں کے حالات کا جائزہ لیا۔

انگریزی حکومت نے بنکروں کی روزی روٹی چھیننے کی پوری کوشش کی کیوں کہ جدید صنعت کے فروغ سے یوروپی فیکٹریوں میں تیار شدہ کپڑے ہندوستان میں آنے لگے تھے۔ عاصم بہاری نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ انہوں نے بنکروں اور دیگر پسماندہ طبقات کی فلاح کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ انہوں نے مہاتما گاندھی کی ''ہریجن فلاح تحریک'' کی طرح مسلمانوں کے پسماندہ طبقات کو معاشی اور سیاسی احساس کمتری کے دلدل سے باہر نکالنے کی بھرپور کوشش کی اور تاعمر اس مشن کو آگے بڑھانے میں سرگرداں رہے۔ اس کے لئے انہوں نے ایک تنظیم ''مومن انصار پارٹی'' بنائی جو آگے چل کر 'مومن کانفرنس'' بنی، ان کی حصولیابی کی تعریف ایک مشہور یوروپی مورخ ولفریڈ کینٹویل نے بھی کی ہے۔ اپنی مشہور کتاب ''موڈرن اسلام ان انڈیا (Modern Islam in India) میں وہ لکھتے ہیں کہ:

''اس مومن انصار پارٹی یا آل انڈیا مومن کانفرنس کا بنیادی مقصد معاشرے کا معاشی اور ثقافتی تحفظ ہے''

عاصم بہاری کی کارکردگیاں وطن پرستی کے جذبے سے سرشار تھیں۔ عاصم بہاری اس دور کے مرد مجاہد تھے۔ جب آزادی کی تحریک میں بڑے بڑے رہنما اپنے کارنامے انجام دے رہے تھے ان میں عاصم بہاری ایک ایسا نام تھا جس نے آزادی کی تحریک کو بیڑی مزدوروں اور سماج کے انتہائی پسماندہ لوگوں تک پہنچایا۔ اس طرح انہوں نے آزادی کی تحریک کو عوامی تحریک کی شکل دی۔ انہوں نے اس تحریک کے ذریعہ صرف بہار ہی نہیں بلکہ شمالی اور جنوبی ہندوستان کے بے شمار علاقوں میں آل انڈیا مومن کانفرنس کے زیر نگرانی عام آدمی کو تحریک آزادی کے جذبے سے جوڑ

دیااور ملک کی آزادی کے لئے راہ ہموار کی۔

۱۹۲۷ء سے عاصم بہاری نے اتر پردیش کے علاقوں کو اپنا خاص میدان عمل بنایا۔ گورکھپور، الہ آباد، بنارس، مرادآباد، کانپور، اوراتر پردیش کے مغربی اضلاع، دہلی اور پنجاب کے دورے کئے۔ اس کے بعد ۱۸/اپریل ۱۹۲۸ء کوکلکتہ میں پہلی بار آل انڈیا مومن کانفرنس کا تاریخی جلسہ منعقد کیا۔ اس کے بعد دوسرا جلسہ ۱۹۲۹ء الہ آباد میں، تیسرا ۱۹۳۱ء میں دہلی میں۔ چوتھا لاہور میں اور پانچواں ۱۹۳۲ء میں گیا میں منعقد ہوا۔ مومن کانفرنس کی شاخیں ملک و بیرون ملک میں قائم کی گئیں جن کے ذریعہ آزادی کا پیغام ملک کے باہر تک پہنچا۔

۱۹۳۵-۳۶ء سے جب ملک کی سیاست نے نئی کروٹ لی تو عاصم بہاری اور ان کی تنظیم پر انگریزی حکومت کی جانب سے زبردست دباؤ کا سلسلہ شروع ہوگیا لیکن انہوں نے ہمیشہ اس بات کی کوشش کی کہ مومن کانفرنس کے وجود کو کوئی خطرہ نہ ہو۔ کارگزار حکومت کے زمانے میں ملک کے مختلف حصوں سے مومن کانفرنس کے نامزد ارکان نے کافی تعداد میں اسمبلی انتخاب میں جیت حاصل کی۔ اس کے بعد ہی لوگوں کو اس تنظیم کی مقبولیت کا اندازہ ہوا۔

غریبوں اور پسماندہ عوام میں عاصم بہاری کی مقبولیت کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے بغیر کسی لالچ یا ذاتی مفاد کے اپنی پوری زندگی فلاح و بہود کے لئے وقف کردی، وہ خود کئی بار بھوکے پیاسے رہے لیکن دوسروں کی تکلیف ان سے نہیں دیکھی گئی۔ جب وہ دمہ اور دل کی بیماریوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے پاس اتنے پیسے بھی نہیں تھے کہ وہ اپنا علاج صحیح ڈھنگ سے کراسکیں۔ اس عالم میں وہ خون تھوکتے رہے لیکن ان کی زبان اور قلم کی روانی میں کمی نہیں آئی۔ جس کے ذریعہ وہ عوام کی رہنمائی کرتے رہے۔

عاصم بہاری اس بات کو اچھی طرح جانتے تھے کہ تعلیم ہی وہ شئے ہے جس کے ذریعہ غریبوں اور پسماندہ لوگوں کی حالت بہتر ہوسکتی ہے۔ اس کے لئے انہوں نے بہار اور دیگر ریاستوں میں کئی اسکول اور مدرسے قائم کئے۔ ان میں کئی اسکول اور مدرسے آج بھی تعلیم کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔ اردو اور فارسی کی تعلیم کے ساتھ وہ مسلمانوں کو عصری تعلیم حاصل کرنے کی صلاح دیتے تا کہ ملک کی ترقی میں مسلمانوں کا بھی برابر حصہ ہو۔

عاصم بہاری کو اپنے بہاری ہونے پر فخر تھا یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے نام کے ساتھ لفظ 'بہاری' جوڑ رکھا

تھا۔ ۶ /دسمبر ۱۹۵۳ء کو الہ آباد میں ان کا انتقال ہوا اور وہیں دفن کئے گئے ۔ یہ صحیح ہے کہ عاصم بہاری پیوند خاک ہو گئے لیکن قوم بالخصوص پسماندہ طبقے کے لئے انہوں نے جو کچھ کیا اسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا اور ہندوستان کی تاریخ میں ان کی جگہ ہمیشہ محفوظ رہے گی۔

• ماخوذ

مشکل الفاظ کے معنیٰ

لفظ	معنی
صعوبتیں	پریشانیاں، مصیبت
مطالعہ	غور، کسی چیز کو اس سے واقفیت پیدا کرنے کے واسطے دیکھنا
مالی تنگی	روپے پیسے کی کمی
اخبار بنی	اخبار کا مطالعہ
طبقات	طبقہ کی جمع درجہ، جماعت
فلاح و بہبود	ترقی، پھلنا پھولنا
اصلاح	درستگی، سدھارنا
پیشہ	روزگار
تاریخ المنوال	بنکروں کی تاریخ
جدید صنعت	نئے کل کارخانے
احتجاج	اعتراض، حجت
مشن	تحریک، کسی مقصد کے لئے کام کرنا
ثقافتی	تہذیبی، رسم و رواج سے متعلق
مجاہد	جہاد کرنے والا
عصری	موجودہ زمانے سے متعلق

آپ نے پڑھا اور جانا

عاصم بہاری بہار شریف (بہار) کے ایک غریب بنکر خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اس خاندان کے بڑے بزرگوں نے 1857ء کے غدر میں انگریزوں کے خلاف علم بلند کیا اور ان کے ظلم وستم کا شکار بنے۔ عاصم بہاری نے اپنے اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ساری عمر غریب اور کمزور ہندوستانیوں کی آزادی اور فلاح کے لئے لڑائی لڑی۔ وہ مہاتما گاندی کی تحریک آزادی سے بہت متاثر تھے۔ یہی سبب تھا کہ معاشی تنگی کے باوجود انہوں نے سماج کے پسماندہ طبقات میں تعلیم کی روشنی پھیلانے کے لئے ایک ایسی تحریک چلائی جس سے ان لوگوں میں ایک انقلابی تبدیلی آئی۔ انہوں نے ملک کے مختلف علاقوں میں کئی اسکول کھولے۔ تاریخ المنوال'' نام کا اخبار جاری کیا۔ 'مومن انصار پارٹی' کی تشکیل کی، ان تمام کارگزاریوں کا ایک ہی مقصد تھا کہ لوگ بیدار ہوں اور اپنی آزادی اور عزت وناموس کے تحفظ کے لئے کمربستہ ہوں۔ بالآخران کی کوششیں کام آئیں اور 1947ء میں انگریزوں کو ہندوستان کو آزاد کرنا پڑا۔ ساتھ ہی حصول تعلیم کے لئے بھی لوگ متحرک اور سرگرم ہوئے۔

معروضی سوالات

1. درج ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں جن میں ایک صحیح جواب چن کر لکھیں۔

(i) عاصم بہاری تھے

(الف) مفکر (ب) سائنسداں

(ج) مصلح قوم (د) فن کار

(ii) عاصم بہاری کس بیماری میں مبتلا ہوئے

(الف) دمہ (ب) دل کی بیماری

(ج) دونوں میں (د) ان میں کسی میں نہیں

(iii) پاکستان کے کس شہر میں مومن کانفرنس کا قومی جلسہ منعقد ہوا؟

(الف) اسلام آباد میں (ب) لاہور میں

(ج) کراچی میں (د) ملتان میں

(iv) عاصم بہاری نے ایک ہفتہ وار مومن گزٹ کہاں سے نکالا؟

(الف) پٹنہ سے (ب) ناگپور سے

(ج) جونپور سے (د) کانپور سے

(v) عاصم بہاری کی یوم پیدائش ہے؟

(الف) 15/جنوری (ب) 15/اگست

(ج) 15/اپریل (د) 15/مئی

اب بتائیں

2. مختصر ترین سوالات

(i) عاصم بہاری کی پیدائش کہاں ہوئی؟

(ii) عاصم بہاری کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے؟

(iii) انہوں نے کس آزاد پیشہ کو اپنایا؟

(iv) 1911ء میں انہوں نے کون سا اخبار نکالا؟ اس کے مدیر کون تھے۔؟

(v) انہوں نے کس طبقے کے لئے اہم کام کیے؟

(vi) انہوں نے کون سی تنظیم بنائی؟

(vii) کس انگریز مورخ نے ان کی تنظیم کی ستائش اپنی کتاب 'موروڈن اسلام ان انڈیا' میں کی ہے۔؟

(viii) مومن کانفرنس کا پہلا تاریخی جلسہ کب اور کہاں منعقد ہوا؟

(ix) بہار کے کس جگہ پر آل انڈیا مومن کانفرنس کا پانچواں جلسہ منعقد ہوا؟

(x) عاصم بہاری کا انتقال کب اور کہاں ہوا؟

3. مختصر سوالات

(i) عاصم بہاری کون تھے؟

(ii) عاصم بہاری گاندھی جی کی کس تحریک سے متاثر ہوئے اور اس کا کیا اثر ہوا؟

(iii) انہوں نے پسماندہ طبقات کو بیدار کرنے کے لئے کن کن علاقوں کا دورہ کیا؟

(iv) تعلیم کے فروغ کے لئے عاصم بہاری نے کیا کیا؟

(v) عاصم بہاری کی مقبولیت کی کیا وجہ تھی؟

4. طویل سوالات

(الف) عاصم بہاری کی شخصیت کے بارے میں مختصر نوٹ لکھیں

(ب) 1927ء سے لے کر 1937ء تک عاصم بہاری کے اہم کارناموں کو مفصل بیان کریں۔

تخلیقی عمل:-

5. جس طرح عوام سے 'عوامی' ہوا اسی طرح درج ذیل الفاظ کو بنائیں

قوم	
آزاد	
ذات	
سیاست	
معاشرہ	
سماج	
انتہا	
شمال	
وقت	
ابد	

6. مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں

تحریک	
تاعمر	
فلاح	
فراموش	
شخصیت	
شوق	

نوکری	
رہنما	
سیاست	
تنظیم	

7. **درج ذیل جملوں کو ترتیب کے لحاظ سے سجائیں**

(i) انہوں نے 'تاریخ المنوال' نامی اخبار نکالا۔

(ii) اتر پردیش کے کئی علاقے کا دورہ کیا۔

(iii) عاصم بہاری کی پیدائش خاص گنج بہار شریف میں ہوئی۔

(iv) 'آل انڈیا مومن کانفرنس' کا چوتھا کانفرنس لاہور میں ہوا۔

(v) عاصم بہاری کی وفات 1952ء میں الہ آباد میں ہوئی۔

عملی سرگرمیاں

- بہار شریف سے تعلق رکھنے والی ایک ایسی شخصیت کے بارے میں ایک نوٹ لکھیں جنہوں نے ایک صوفی کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔
- عاصم بہاری کے علاوہ کسی ایسی شخصیت کے بارے میں لکھیں جو آپ کو پسند ہو۔
- اخبار بینی سے کیا فائدہ ہے؟ آپس میں گفتگو کیجئے۔

سبق:12

حاجی بیگم

ایک زمانے میں ہمارا سماج عورتوں کے معاملے میں بہت سخت تھا۔انہیں آزادی نصیب نہیں تھی۔گھر کی چہار دیواریوں کے اندر ہی ان کی زندگی شروع ہوکر ختم ہوجاتی تھی اور سمجھا جاتا تھا کہ گھر سے باہر دنیا میں عورتوں کے لئے کچھ بھی کام نہیں ہے۔ان کے لئے تعلیم بھی ضروری نہیں سمجھی جاتی تھی۔جو عورتیں پڑھتی لکھتی تھیں وہ بھی مذہب کی ضروری باتوں سے زیادہ کچھ نہیں جانتی تھیں اور لکھنا تو بہت بڑا گناہ تھا۔اور تو اور اپنے شوہر کو خط لکھنا بھی معیوب سمجھا جاتا تھا۔ایسے حالات میں کوئی بھی صلاحیت والی خاتون پیدا ہوتی تو اس کی صلاحیت ختم ہوکر رہ جاتی اور وہ کچھ بھی نہیں کر پاتی تھی۔یہی سبب ہے کہ بہار کی تاریخ میں کسی مسلم خاتون کا نام نہیں ملتا جس نے کوئی بڑا کام کیا ہو اور بہار سے باہر بھی مشہور ہو لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ بہار میں کوئی ایسی خاتون پیدا ہی نہیں ہوئی جس نے بڑا کام کیا ہو۔صوبہ بہار میں کئی ایسی خواتین منظر عام پر آئیں جنہوں نے گھر کی چہار دیواری اور بندھنوں میں رہ کر علم کی شمع جلائی اور دوسروں تک روشنی پہنچانے کا کام کیا۔اب جبکہ علم پھیل رہا ہے تب پتہ چلتا ہے کہ ان خواتین نے اپنے وقت میں کتنے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے تھے۔ایسے کارنامے آج کے کھلے ماحول میں بھی آسان نہیں۔ان کی جلائی ہوئی شمع آج بھی فروزاں ہے اور آئندہ بھی روشن رہے گی۔اُن خواتین میں حاجی بیگم کا نام بھی بہت اہم اور قابل احترام ہے۔

1857ء کی پہلی جنگ آزادی میں جس طرح جھانسی کی رانی لکشمی بائی اور لکھنو کی بیگم حضرت محل نے انگریزوں سے ٹکر لی اسی طرح سہسرام (بہار) کی حاجی بیگم نے اپنی دلیری وجاں بازی سے خواتین بہار کا نام روشن کیا۔مگر اس بہادر خاتون کا نام صرف تاریخ کے صفحات تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ عام لوگ بھی ان کے کارناموں سے زیادہ

واقف نہیں ہیں۔

شیر شاہ کے دورِ حکومت میں کئی افغان قبائل اپنے ملک سے ہجرت کر کے شاہ آباد موجودہ رہتاس ضلع کے سہسرام شہر میں آباد ہو گئے تھے۔ بنگش قبیلہ کے سردار بودی خاں کی پوتی اور قدرت اللہ خاں کی بیٹی حاجی بیگم کی پیدائش 1780ء میں ہوئی اور وہ چھپرہ ضلع سارن کے شہر یار خاں کی زوجہ بنیں۔ شادی کے کچھ ہی عرصہ بعد والد اور شوہر دونوں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ بھائیوں کی کمسنی کے سبب والد کی جاگیر (جو باون مواضعات پر مشتمل تھی) کی دیکھ بھال کرنے کی غرض سے حاجی بیگم کو میکے لوٹنا پڑا۔ ایک ذہین، باشعور، باصلاحیت اور دلیر خاتون ہونے اور فن سپہ گری میں ماہر ہونے کے سبب حاجی بیگم جاگیر کا نظام نہایت خوش اسلوبی سے انجام دینے لگیں۔ وہ نقاب پہن کر گھوڑے پر سوار ہوتیں اور علاقے کا دورہ کرتیں، کاموں کی نگرانی کرتیں اور کرسیٔ عدالت پر بیٹھ کر مقدمات کے فیصلے بھی کیا کرتی تھیں۔

1857ء کے غدر کے وقت بیکر نامی انگریز مجسٹریٹ کی ماتحتی میں ایڈورڈ گنڈرو کے دو فوجی رجمنٹ سہسرام میں تعینات تھے اتفاق سے ویر کنور سنگھ انگریزوں سے لڑتے لڑتے شاہ آباد (موجودہ بھوجپور) ضلع کے جگدیش پور سے آ کر حاجی بیگم کے محل میں پناہ گزیں ہوئے۔ انگریزوں کو اس بات کی خبر ہوئی اور انہوں نے حاجی بیگم کے محل کا محاصرہ کر لیا۔ حاجی بیگم مہمانوں کو انگریزوں کے حوالے کرنے کے بجائے خود ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر اپنے کارندوں کو للکارتے ہوئے انگریزوں کے مقابلے میں نکل پڑیں۔ ان کے حوصلے اور ہمّت کو دیکھ کر سارے کارندے انگریزوں پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ انہیں بھاگنے پر مجبور ہونا پڑا۔ کچھ ہی دنوں بعد انگریزوں نے مزید کمک کے ساتھ دوسرا حملہ کیا۔ اس بار حاجی بیگم فیصلہ کن جنگ کے لئے آمادہ ہو گئیں۔ کنور سنگھ اور امر سنگھ بھی ان کے ساتھ ہو گئے جس کی وجہ سے آدم پورہ گاؤں کے میدان میں گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں بہت سارے انگریز موت کے گھاٹ اتر گئے۔ حاجی بیگم صفوں پر صفیں چیرتی ہوئی آگے بڑھتیں رہیں لیکن چند غداروں نے ان کے منصوبے پر پانی پھیر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کنور سنگھ اور امر سنگھ کو پہاڑی کے راستے مُراد پور کا رخ کرنا پڑا اور حاجی بیگم خرم آباد گاؤں میں روپوش ہو گئیں۔ انگریزوں نے محل میں داخل ہو کر نہ صرف یہ کہ سارا سامان لوٹ لیا۔ بلکہ محل کو بھی تہس نہس کر دیا۔ حاجی بیگم یکم جنوری 1859ء کو دنیائے فانی سے کوچ کر گئیں۔ وہ دنیا میں نہیں ہیں لیکن ان کے عظیم کارنامے تاریخ کے صفحات پر ہمیشہ موجود رہیں گے۔ • ماخوذ

مشکل الفاظ کے معنی

لفظ	معنی
دلیری	بہادری
جانبازی	جان کی بازی لگانا
مجاہدانہ	شجاعت اور شہادت کے جذبے سے لڑنا
ہجرت	ہمیشہ کے لئے وطن چھوڑ دینا
زوجہ	بیوی
باشعور	سمجھدار
نظام	بندوبست
پناہ گزیں	پناہ لینے والا
سرنگ	زمین کے اندر کا راستہ
ستون	پایہ۔کھمبا
عزم	ارادہ
کمک	فوجی ٹکڑی، جو مدد کے لئے آئے، امدادی ٹکڑی، مدد
آمادہ	تیار

آپ نے پڑھا اور جانا

حاجی بیگم کا نام بہار کی معروف خواتین میں شمار کیا جاتا ہے۔انہوں نے نہ صرف علم کی روشنی پھیلانے اور

عورتوں کو آگے بڑھانے کے سلسلے میں اہم کارنامے انجام دیئے بلکہ 1857ء کی جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انگریزوں نے ان پر مظالم کے پہاڑ ڈھائے لیکن اس بہادر خاتون نے اپنے ملک کے لئے سب کچھ قربان کردیا۔ ان کا انتقال یکم جنوری 1859ء کو ہوا۔ ان کو بہار کی جھانسی کی رانی کہا جاتا ہے۔

1. مندرجہ ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں صحیح جواب کی نشاندہی کیجئے۔

(i) سردار بودی خاں کی پوتی تھیں

(الف) رضیہ سلطانہ　　(ب) حضرت محل

(ج) حاجی بیگم　　(د) نور جہاں

(ii) کنور سنگھ اور امر سنگھ نے انگریزوں سے لڑتے لڑتے پناہ لی

(الف) جھانسی کی رانی کے محل میں　　(ب) رضیہ سلطانہ کے محل میں

(ج) اودھ کی رانی کے محل میں　　(د) حاجی بیگم کے محل میں

(iii) آدم پور گاؤں کی جنگ کے بعد کنور سنگھ اور امر سنگھ کو سفر کرنا پڑا

(الف) آسام کا　　(ب) دہلی کا

(ج) مراد پور کا　　(د) پٹنہ کا

(iv) حاجی بیگم کی پیدائش ہوئی

(الف) 1680ء میں　　(ب) 1780ء میں

(ج) 1880ء میں　　(د) 1980ء میں

(v) حاجی بیگم زوجہ تھیں

(الف) ظہیر الدین خاں کی　　(ب) جہانگیر کی

(ج) شہریار خاں کی　　(د) شیر شاہ کی

2. جملوں کو پورا کیجئے

(i) جو عورتیں پڑھتی لکھتی تھیں وہ بھی.................کی کچھ ضروری باتوں سے زیادہ کچھ بھی.................جانتی تھیں۔

(ii) ....خواتین میں.................کا نام بھی بہت اہم اور قابل احترام ہے۔

(iii) شادی کے کچھ ہی عرصہ بعد.................اور.................دونوں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

(iv) ....بیٹھ کر مقدمات کے فیصلے کیا کرتی تھیں۔

(v) حاجی بیگم..........دنیائے فانی سے کوچ کر گئیں۔

3. پڑھئے اور بتائیے

(i) حاجی بیگم کون تھیں؟

(ii) حاجی بیگم کہاں کی رہنے والی تھیں؟

(iii) ان کے والد کا نام کیا تھا؟

(iv) ان کے شوہر کون تھے؟

(v) حاجی بیگم کی کن لوگوں سے جنگ ہوئی؟

4. ذیل کے سوالوں کا جواب لکھئے

(i) حاجی بیگم کے یہاں دو مجاہدین نے پناہ لی تھی۔ وہ کون تھے اور کہاں کے رہنے والے تھے؟

(ii) انگریزوں کو بھاگنے پر کیوں مجبور ہونا پڑا؟

(iii) کس گاؤں کے میدان میں جنگ ہوئی اور کسے شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔

(iv) حاجی بیگم کو کیوں شکست ہوئی اور وہ کس گاؤں میں روپوش ہوئیں؟

(v) بہار کی جھانسی کی رانی کسے کہتے ہیں اور کیوں؟

5. ذیل کے الفاظ کو اس طرح جملوں میں استعمال کیجئے کہ ان کی جنس ظاہر ہو جائے

شادی ....

نقاب ....

ہمت ....

محاصرہ ....

سرنگ ....

6. ذیل کے جملوں سے اسم معرفہ و اسم نکرہ چُن کر لکھئے

شیر شاہ کے دورِ حکومت میں کئی افغان قبائل اپنے ملک سے ہجرت کر کے رہتاس ضلع کے سہسرام شہر میں آباد ہو گئے ۔ ہندوستان کی لمبی سڑک ، جی، ٹی روڈ ، انہوں نے بنوائی وہ مغل بادشاہ ہمایوں کو ہرا کر دلی کی تخت پر بیٹھے۔

اسم معرفہ	اسم نکرہ

عملی سرگرمیاں

(i) اس کہانی کو استاد کی مدد سے ڈرامائی انداز میں پیش کریں ۔

(ii) کسی صحابیہ کی بہادری کے واقعات معلوم کر کے درجے میں سنائیں۔

(iii) حاجی بیگم کے حالاتِ زندگی کے کسی ایک واقعہ کو چند جملوں میں لکھئے۔

سبق:13 (برائے مطالعہ)

شہسوارِ کربلا

لباس ہے پھٹا ہوا ، غبار ہے اَٹا ہوا
تمام جسمِ نازنیں ، چھدا ہوا کٹا ہوا
یہ کون ذی وقار ہے ، بلا کا شہسوار ہے
کہ ہے ہزاروں قاتلوں کے سامنے ڈٹا ہوا
یہ بالیقیں حسینؓ ہے ، نبیؐ کا نورِ عین ہے

یہ جس کی ایک ضرب سے ، کمالِ فنِ حرب سے
کئی شقی گرے ہوئے تڑپ رہے ہیں کرب سے
غضب ہے تیغِ دوسر، کہ ایک ایک وار پر
اُٹھی صدائے الاماں ، زبانِ شرق وغرب سے
یہ بالیقیں حسینؓ ہے ، نبیؐ کا نورِ عین ہے

یہ کون حق پرست ہے ، مئی رضا سے مست ہے
کہ جس کے سامنے کوئی بلند ہے نہ پست ہے
اُدھر ہزار گھات ہے ، مگر عجیب بات ہے
کہ ایک سے ہزار ہا کا ، حوصلہ شکست ہے
یہ بالیقیں حسینؓ ہے ، نبیؐ کا نورِ عین ہے

عبا بھی تار تار ہے ، تو جسم بھی فگار ہے
زمین بھی تپی ہوئی ، فلک بھی شعلہ بار ہے
مگر یہ مردِ تیغ زن ، یہ صف شکن ، فلک فگن
کمالِ صبر وتن دہی سے محوِ کار زار ہے
یہ بالیقیں حسینؓ ہے ، نبیؐ کا نورِ عین ہے

دلاوری میں فرد ہے ، بڑا ہی شیر مرد ہے　　کہ جس کے دبدبے سے دشمنوں کا رنگ زرد ہے
حبیب مصطفیٰ یہ ہے ، مجاہدِ خدا یہ ہے　　جبھی تو اِس کے سامنے یہ یہ فوجِ شام گرد ہے
یہ بالیقیں حسینؓ ہے، نبی کا نورِعین ہے

اُدھر سپاہِ شام ہے ، ہزار انتظام ہے　　اُدھر ہیں دشمنانِ دیں ، اِدھر فقط امامؓ ہے
مگر عجیب شان ہے، غضب کی آن بان ہے　　کہ جس طرف اُٹھی ہے تیغ، بس خدا کا نام ہے
یہ بالیقیں حسینؓ ہے، نبی کا نورِعین ہے

• علامہ حفیظ جالندھری

مشکل الفاظ کے معنیٰ

لفظ	معنی
ذی وقار	عزت والا
بالیقین	ضرور، یقین کے ساتھ
ضرب	وار
فنِ حرب	لڑائی کا فن
تیغِ دوسر	دودھاری تلوار
الامان	بچاؤ
شرق	پورب
غرب	پچھم
کارزار	لڑائی
نورعین	آنکھ کی روشنی

سبق:14

ایشیا اور یورپ

(ایک خط جو پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی بیٹی اندرا گاندھی کو 8/ جنوری 1931ء کو لکھا تھا)

میں نے اپنے پچھلے خط میں لکھا تھا کہ ہر چیز برابر بدلتی رہتی ہے۔ دراصل انہیں تبدیلیوں کے تذکرے کا نام تاریخ ہے۔ اگر دُنیا میں بہت کم تبدیلیاں ہوئی ہوتیں تو تاریخ بہت چھوٹی ہوتی۔

عام طور پر اسکولوں اور کالجوں میں ہمیں کچھ یوں ہی سی تاریخ پڑھائی جاتی ہے۔ دوسروں کا تو میں جانتا نہیں، لیکن اپنے متعلق میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اسکول میں، میں نے بہت کم تاریخ پڑھی تھی۔ کچھ تھوڑی بہت تاریخ پڑھی تھی۔ کچھ تھوڑی سی ہندوستان کی تاریخ اور تھوڑی سی انگلستان کی تاریخ اور بس۔ ہندوستان کی جو تھوڑی بہت تاریخ پڑھائی گئی وہ یا تو غلط تھی یا توڑ مروڑ کر بیان کی گئی تھی۔ اور ایسے لوگوں کی لکھی ہوئی تھی جو ہندوستان کو حقیر سمجھتے تھے۔ اس کے علاوہ دوسرے ملکوں کی تاریخ کا مجھے محض ایک دھندلا سا علم تھا۔ البتہ کالج چھوڑنے کے بعد میں نے سچ مچ کچھ تاریخ پڑھی۔ پھر خوش قسمتی سے جیل یاتراؤں کی بدولت مجھے اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کا موقع ملا۔

پچھلے خطوط میں، میں نے ہندوستان کی قدیم تہذیب کا کچھ حال لکھا تھا۔ یعنی دراوڑوں کے بارے میں اور آریاؤں کی آمد کے متعلق۔ آریاؤں سے پہلے کا حال بہت کم لکھا تھا۔ کیونکہ مجھے خود اس کے بارے میں علم نہ تھا۔ لیکن اب تم بڑے شوق سے یہ سنوگی کہ پچھلے چند برسوں میں ہندوستان میں قدیم ترین تہذیب کے آثار برآمد ہوئے ہیں۔ یہ شمال و مغربی ہند میں موہن جداڑو کے قرب وجوار میں نکلے ہیں لوگوں نے یہاں سے تقریباً پانچ ہزار سال قبل کے آثار کھود کر نکالے ہیں۔ حتی کہ انہیں قدیم مصر کی طرح کی ممیاں بھی اچھی حالت میں ملی ہیں۔ ذرا

سوچو تو! یہ ہزاروں سال پہلے کا حال تھا۔ آریاؤں کی آمد سے پہلے کا۔ یورپ تو اُس وقت ایک جنگل رہا ہوگا۔

آج یورپ، بہت طاقت ور ہے اور اس کے باشندے اپنے آپ کو ساری دنیا سے زیادہ مہذب اور متمدن سمجھتے ہیں۔ وہ ایشیا اور اس کے باشندوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ وہ ایشیاء کے ملکوں میں آتے ہیں اور جو کچھ ہاتھ پڑتا ہے، لوٹ کر لے جاتے ہیں۔ زمانہ کیا بدل گیا ہے؟ آؤ ذرا اس یورپ اور ایشیاء پر ایک نظر ڈالیں۔

ایٹلس کھول کر دیکھو کہ چھوٹا سا یورپ عظیم الشان براعظم ایشیا کے ایک طرف کیسا لٹک رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایشیا ہی کا کوئی جزو ہے۔ جب تم تاریخ پڑھو گی تو تمہیں معلوم ہوگا کہ کافی عرصے تک ایشیا اس پر چھایا رہا ہے۔

ایشیاء والے جوق در جوق یورپ پر حملہ آور ہوئے ہیں اور اسے فتح کیا ہے۔ انہوں نے یورپ کو لوٹا بھی ہے اور مہذب بھی بنایا ہے۔ آریہ، جیتھن، ہن، عرب، مغل، ترک سب ایشیاء ہی کے کسی نہ کسی گوشے سے نکلے اور سارے یورپ اور ایشیاء میں پھیل گئے۔ معلوم ہوتا ہے ایشیاء میں یہ ٹڈی دل کی طرح پیدا ہوتے تھے۔ سچ پوچھو تو یورپ ایک مدت تک ایشیا کی نوآبادی بنا رہا ہے۔ چنانچہ جدید یورپ کے اکثر باشندے انہیں ایشیائی حملہ آوروں کی نسل ہیں۔

ایشیا سارے نقشے میں اس طرح پھیلا ہوا ہے جیسے کوئی بڑا دیو کروٹ لے رہا ہو۔ اس کے مقابلے میں یورپ بہت چھوٹا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ایشیا محض اپنی جسامت کی وجہ سے عظمت کا مستحق ہے یا یورپ اسی بنا پر کسی توجہ کے قابل نہیں۔ جسامت تو کسی انسان یا ملک کی بڑائی کا سب سے ادنی معیار ہے۔ ہم اچھی طرح واقف ہیں کہ تمام براعظموں میں سب سے چھوٹا ہونے کے باوجود یورپ آج سب سے بڑا ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے اکثر ملکوں کے بڑے روشن دور گذرے ہیں۔ ان میں سائنس کے بڑے بڑے ماہرین پیدا ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اپنی تحقیقات اور ایجادات سے انسانی تہذیب کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا اور کروڑوں انسانوں کے لئے زندگی کی بڑی بڑی سہولتیں مہیا کر دیں۔ اس کے علاوہ وہاں بڑے بڑے اہل قلم، مفکر، مصوّر، مغنی اور ارباب

عمل گذرے ہیں۔اس لئے یورپ کی عظمت سے انکار کرنا سراسر حماقت ہے۔

لیکن اسی کے ساتھ ایشیا کی عظمت کو بھی فراموش کرنا اتنی ہی بڑی حماقت ہے۔ممکن ہے ہم یورپ کی موجودہ چمک دمک میں ایسے کھو جائیں کہ اپنے ماضی کو بھول جائیں۔اس لئے ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ایشیا ہی ہے جس نے ایسے جلیل القدر پیشوا پیدا کیے جنھوں نے ساری دنیا کی کایا پلٹ دی شاید کسی فرد یا کسی چیز نے دنیا پر اتنا اثر نہ ڈالا ہوگا جتنا انہوں نے ڈالا۔یہ لوگ وہ تھے جنھوں نے دنیا کے بڑے بڑے مذہبوں کی بنیاد ڈالی۔

ہندو مذہب جو تمام مذاہب میں سب سے پرانا ہے۔ہندوستان ہی سے نکلا۔اسی طرح بدھ مت بھی جو تمام چین، جاپان، برما، تبت، اور لنکا میں پھیلا ہوا ہے۔یہودی اور عیسائی مذہب بھی ایشیائی ہیں۔کیونکہ ان کی ابتدا ایشیا کے مغربی ساحل یعنی فلسطین میں ہوئی۔پارسی مذہب ایران میں شروع ہوا اور غالباً تم جانتی ہوگی کہ پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ عرب کے مکہ شہر میں پیدا ہوئے تھے۔کرشن جی، بودھ جی، زرتشت، حضرت عیسیٰؑ، حضرت محمدؐ، چین کے جید فلسفی کنفیوشیس اور لاؤتسی، کس کس کا نام لیا جائے۔ایشیا کے بڑے بڑے ارباب فکر کے ناموں سے تو صفحے کے صفحے بھر سکتے ہیں۔اسی طرح ایشیا میں بے شمار ارباب عمل بھی گذرے ہیں۔اس کے علاوہ میں اور بہت سی باتوں سے یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ قدیم براعظم پچھلے زمانے میں کتنا عظیم الشان اور اہم تھا۔

زمانہ کیسا بدل گیا! اور اب پھر ہمارے دیکھتے دیکھتے بدل رہا ہے۔تاریخ عموماً صدیوں میں بہت آہستہ آہستہ اپنا کام کرتی ہے۔ہاں کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حالات بڑی تیزی سے بدلتے ہیں اور یکا یک انقلاب ہو جاتا ہے۔چنانچہ آج کل ایشیاء میں تاریخ نہایت تیزی سے بدل رہی ہے اور ہمارا یہ قدیم براعظم اب گہری نیند سے بیدار ہو رہا ہے۔آج دنیا کی نظریں اس پر لگی ہوئی ہیں۔کیونکہ ہر شخص یہ جانتا ہے کہ مستقبل کی تشکیل میں ایشیا کا بہت بڑا حصہ ہوگا۔

• ماخوذ

مشکل الفاظ کے معنی

لفظ	معنی
تذکرہ	ذکر، بیان
ادنیٰ	چھوٹے درجے کا
ممیاں	ممی کی جمع بمعنی لاش جو مسالا لگا کر محفوظ رکھی جائے
مُہذّب	تہذیب یافتہ
متمدّن	بسنے والا، مہذب
عظمت	بزرگی، بڑائی
مغنّی	گانے والا
مُفکر	غور و فکر کرنے والا۔ سوچنے والا
مُصوّر	تصویر بنانے والا
ارباب عمل	عمل کرنے والے لوگ
حماقت	بیوقوفی
فراموش	بھولا ہوا
جلیل القدر	بڑی شان والا
پیشوا	رہنما
جید	خالص، نیک، زبردست
تشکیل	شکل بنانا ساخت، بناوٹ

آپ نے پڑھا اور جانا

یہ مضمون دراصل ایک خط ہے جو آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی بیٹی اندرا گاندھی کو لکھا تھا۔ خطوط نویسی ایک فن ہے۔ یہ فن زبان کی مہارتوں کو حاصل کرنے پر ہی ممکن ہے۔ اردو ادب میں مرزا غالب کے خطوط کافی دلچسپ اور اہم ہیں۔

اس خط میں پنڈت جواہر لال نہرو نے ایشیاء کی دیرینہ عظمت کو ظاہر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ دنیا کو تہذیب اور علم کا سبق ایشیا سے ہی ملا۔ ایشیاء کی عظمت صرف اس کی جسامت کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس کے علم و فن کی بنیاد پر ہے۔ یورپ جو ایک چھوٹا سا براعظم ہے ساری دنیا پر آج چھا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یورپ نے ساری دنیا میں ایک علمی اور تحقیقی انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ آج بنی نوع انسان کے لئے مختلف قسم کے جدید ساز وسامان اور جدید ٹکنالوجی سب یورپ کی دین ہے۔ لہٰذا وہ چھوٹا ہونے کے باوجود بڑا ہے۔

جب ایشیا اپنے ماضی کو بھول گیا تو وہ پیچھے ہوتا چلا گیا اور دوسری جانب اپنی علمی اور فنی کاوشوں کے ذریعہ یورپ اپنی طاقت منوانے میں کامیاب ہو گیا لیکن اس سے ایشیا والوں کو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں کے لوگ پھر سے بیدار ہو رہے ہیں اور اپنی پرانی عظمت کو بحال کرنے کے لئے تیزی سے کام کر رہے ہیں۔

1 ذیل کے سوالات کے چار ممکنہ جوابات درج ہیں، صحیح جواب چُن کر لکھیں

(i) پنڈت جواہر لال نہرو نے اس خط کے ذریعہ کس برّاعظم کی عظمتِ رفتہ کو پیش کیا ہے۔؟

(الف) یورپ　　(ب) ایشیا

(ج) افریقہ　　(د) امریکہ

(ii) اردو ادب میں کس کے خطوط دلچسپ ہیں

(الف) پنڈت جولاہر لال نہرو کے　　(ب) اندرا گاندھی کے

(ج) مرزا غالبؔ کے　　　　(د) علامہ اقبال کے

(iii) یورپ کس وجہ کر ایک طاقتور خطہ بن گیا؟

(الف) جدید ٹکنالوجی کی وجہ کر　　　　(ب) جدید فن کی وجہ کر

(ج) جدید ادب کی وجہ کر　　　　(د) ان میں سے کوئی نہیں

(iv) ''عام طور پر اسکولوں اور کالجوں میں ہمیں کچھ یوں ہی تاریخ پڑھائی جاتی ہے'' یہ جملہ فعل حال کا ہے۔ اسی طرح درج ذیل جملوں میں کون سا جملہ فعل مستقبل کا ہے؟

(الف) اکرم پٹنہ گیا　　　　(ب) نغمہ کھانا کھائے گی

(ج) عذرا جا رہی ہے　　　　(د) کاشف اسکول جاتا ہے

(v) 'میں نے ہندوستان کی قدیم تہذیب کا کچھ حال لکھا تھا' اس جملہ میں 'کچھ' کیا ہے؟

(الف) صفتِ ذاتی　　　　(ب) صفتِ نسبتی

(ج) صفتِ اشاری　　　　(د) صفتِ مقداری

2	خالی جگہوں میں مناسب الفاظ بھر کر جملے مکمل کریں۔

(i) دراصل انہیں تبدیلیوں کے .... کا نام تاریخ ہے۔

(ii) .... اسکولوں اور کالجوں میں .... کچھ یوں ہی سی .... پڑھائی جاتی ہے

(iii) .... خطوط میں، میں نے .... کی قدیم تہذیب کا .... حال لکھا تھا۔

(iv) آج .... بہت طاقتور ہے

(v) .... پوچھو تو یورپ ایک مدّت تک ایشیا ....

3. سوچیے اور جواب دیجیے

(الف) پنڈت جوالاہرلال نہرو نے یہ خط کس کو اور کب لکھا تھا؟

(ب) پنڈت جواہرلال نہرو نے اسکول میں کون کون سے ملکوں کی تاریخ پڑھی تھی؟

(ج) ہندوستان میں آریوں کی آمد سے پہلے کون سی قوم آباد تھی؟

(د) ایشیا اور یورپ میں کون سا براعظم بڑا ہے؟

(ح) زیادہ تر سائنس داں ان دنوں کس براعظم سے تعلق رکھتے ہیں۔

(و) آریہ، سیتھین، ہُن، عرب، مُغل، تُرک کس براعظم سے تعلق رکھتے ہیں۔

4. جانئے اور کیجیے

حرف وہ کلمہ ہے جو اسم اور فعل کے ملے بغیر اکیلا کوئی معنی نہ دے

جیسے: نے، کو، سے، کی، وغیرہ۔

درج ذیل اقتباس کو پڑھیں اور اس میں حرف کو گھیریں۔

میں نے اپنے پچھلے خط میں لکھا تھا کہ ہر چیز برابر بدلتی رہتی ہے، دراصل انہیں تبدیلیوں کے تذکرے کا نام تاریخ ہے۔ اگر دنیا میں بہت کم تبدیلیاں ہوئی ہوتیں تو تاریخ بہت چھوٹی ہوتی۔

عملی سرگرمی

☆ اپنے آباواجداد کے پُرانے خطوط جمع کریں اور دوستوں کو پڑھ کر سنائیں۔

☆ اپنی پسند سے کسی ادیب یا شاعر کا کوئی خط پڑھ کر دوستوں کو سنائیں۔

سبق:15

سرائے فانی

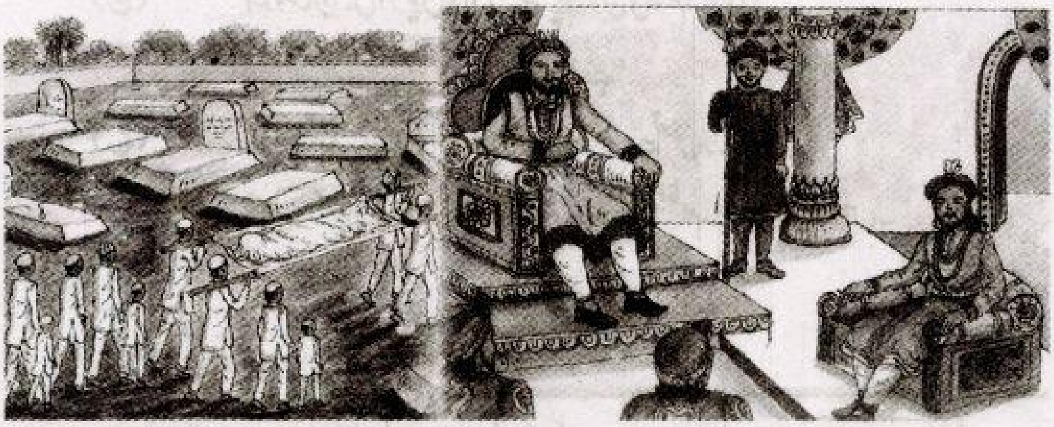

جائے عبرت سرائے فانی ہے — مورد مرگ نوجوانی ہے
اونچے اونچے مکان تھے جن کے — آج وہ تنگ گور میں ہیں پڑے
کل جہاں پر شگوفہ و گل تھے — آج دیکھا تو خار بالکل تھے
جس چمن میں تھا بلبلوں کا ہجوم — آج اس جا ہے آشیانہ بوم
بات کل کی ہے نوجواں تھے جو — صاحبِ نوبت نشاں تھے جو
آج خود ہیں نہ ہیں مکاں باقی — نام کو بھی نہیں نشاں باقی
غیرتِ حور مہ جبیں نہ رہے — ہیں مکاں گر تو وہ مکیں نہ رہے
جو کہ تھے بادشاہ ہفت اقلیم — ہوئے جاجا کے زیرِ خاک مقیم
کوئی لیتا بھی اب نہیں یہ نام — کون سی گور میں گیا بہرام
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے — اک فقط اُن کا نام باقی ہے

کل جو رکھتے تھے اپنے فرق پہ تاج
آج ہیں فاتحہ کو وہ محتاج

تھے جو خود سر جہان میں مشہور
خاک میں مل گیا سب ان کا غرور

عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے !
نہ کبھی دھوپ میں نکلتے تھے

گردش چرخ سے ہلاک ہوئے
استخواں تک بھی ان کے خاک ہوئے

تھے جو مشہور قیصر و فغفور
باقی ان کا نہیں نشان قبور

تاج میں جن کے ٹنکتے تھے گوہر
ٹھوکریں کھاتے ہیں وہ کاسۂ سر

ہر گھڑی منقلب زمانہ ہے
یہی دنیا کا کارخانہ ہے

صبح کو طائران خوش الحان
پڑھتے ہیں کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَان

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

• مرزا شوق لکھنوی

مشکل الفاظ کے معنی

لفظ	معنی
جائے عبرت	عبرت کی جگہ، نصیحت کی جگہ
سرائے فانی	فنا ہو جانے والا گھر، دنیا
گور	قبر
بوم	اُلّو
کاسہ	پیالہ، کٹورا
منقلب	پلٹنے والا، تبدیل ہونے والا

طائران	طائر کی جمع یعنی پرندہ
خوش الحان	اچھی آواز والا
مکیں	مکان میں رہنے والا
ہفت اقلیم	سات ولایتیں، کل دنیا
زیر خاک	خاک کے نیچے، قبر میں دفن
مقیم	قیام کرنے والا
بہرام	عراق کے ایک بادشاہ کا نام
رستم	ایران کا ایک مشہور بہادر پہلوان
سام	ایران کے پہلوان رستم کے دادا کا نام
فرق پہ تاج	سر پہ تاج
چرخ	آسمان
استخواں	ہڈی
قیصر	روم کے شہنشاہ کا لقب
فغفور	شاہان چین کا لقب
قبور	قبر کی جمع
کل من علیہا فان	دنیا کی ہر چیز فنا ہونے والی ہے (قرآن کی ایک آیت)
رستگاری	رہائی، نجات

1	درج ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں صحیح جواب چن کر کاپی میں لکھیں

(i) سرائے فانی سے کیا مراد ہے؟

(الف) دنیا　　(ب) آخرت

(ج) گھر　　(د) دوزخ و جنت

(ii) انسانوں کا غرور خاک میں کب مل جاتا ہے؟ نظم کی رو سے بتائیں

(الف) حکومت جانے کے بعد　　(ب) دولت جانے کے بعد

(ج) قبر میں جانے کے بعد　　(د) شہرت جانے کے بعد

(iii) قیصر، فغفور اور بہرام کیا تھے؟

(الف) بادشاہ　　(ب) پہلوان

(ج) سائنسداں　　(د) تاجر

(iv) جائے عبرت سرائے فانی ہے۔ مورد مرگ نو جوانی ہے

مندرجہ بالا شعر میں صفت کیا ہے؟

(الف) سرائے فانی　　(ب) مرگ

(ج) جائے عبرت　　(د) نو جوانی

(v) جس طرح مکان میں رہنے والے کو 'مکیں' کہتے ہیں اسی طرح

مقام میں رہنے والے کو کہیں گے؟

(الف) مقیم　　(ب) مقامی

(ج) شہری　　(د) قومی

2. **سوچیے اور بتایئے**

(i) اس نظم کے شاعر کا نام بتایئے؟

(ii) شاعر نے سرائے فانی کس کو کہا ہے؟

(iii) بہرام کون تھا اور کس ملک سے اس کا تعلق تھا؟

(iv) رستم اور سام کون تھے اور وہ کیوں مشہور ہوئے؟

(v) کل جن کے سروں پر تاج تھا آج وہ کس کے محتاج ہیں؟

3. **نیچے لکھے مصرعے صحیح ترتیب سے لکھ کر شعر مکمل کیجئے**

(i) اونچے اونچے مکان تھے جن کے	کون سی گور میں گیا بہرام
(ii) بات کل کی ہے نوجواں تھے جو	آج وہ تنگ گور میں ہیں پڑے
(iii) کوئی لیتا بھی اب نہیں یہ نام	صاحب نوبت ونشاں تھے جو
(iv) اب نہ رستم نہ سام باقی ہے	یہی دنیا کا کار خانہ ہے
(v) ہر گھڑی منقلب زمانہ ہے	اک فقط اُن کا نام باقی ہے

4. **پڑھیے اور سمجھئے**

تھے جو مشہور قیصر و فغفور　　　باقی ان کا نہیں نشانِ قبور

درج بالا شعر میں لفظ 'قیصر' اور 'فغفور' بالترتیب ایران اور چین کے بادشاہ کا لقب ہے، لقب عَلَم کی ایک قسم ہے۔

عَلَم سے مراد وہ اسم معرفہ ہے جو لوگوں نے یا ماں باپ نے کسی شخص کے لئے مقرر کیا ہو۔

عَلَم کی مندرجہ ذیل چھ قسمیں ہیں:

(i) اسم۔ وہ نام ہے جو والدین یا بزرگوں نے مقرر کیا ہو جیسے اسلم، ناہید، پٹنہ وغیرہ

(ii) کنیت۔ وہ نام ہے جس سے کسی رشتے یا تعلق کا پتہ چلے جیسے ابوالحسن۔ ابن عباس وغیرہ

(iii) لقب۔ وہ نام ہے جو کسی خاص صفت کو ظاہر کرے جیسے: بلبلِ ہند۔ شیر بہار وغیرہ

(iv) خطاب۔ وہ نام ہے جو کسی خاص وصف کی بنا پر حکومت کی طرف سے دیا گیا ہو۔

جیسے: دیش رتن۔ پدم شری وغیرہ

(v) عُرف۔ وہ نام ہے جو اصلی نام کے علاوہ ہو جیسے کلیم الدین عرف کلو، تنویر، عرف تنو وغیرہ

(vi) تخلص۔ وہ نام ہے جو شاعر اپنے اصلی نام کے بدلے اشعار میں لکھتا ہے۔

جیسے: غالب۔ شاد وغیرہ

5. **اب بتایئے**

- اپنے آس پاس ایسے پانچ نام تلاش کریں جو عرف ہوں۔
- پانچ شاعروں کے نام مع تخلص لکھیں۔

عملی سرگرمی

- استاد یا والدین کی مدد سے نظم کا خلاصہ تحریر کریں۔
- اس نظم کا آخری شعر ضرب المثل کی طرح ہے۔ آپ بھی ایسا کوئی شعر پتہ کریں جس کا استعمال ضرب المثل کی طرح ہوتا ہو۔
- نظم کو ترنم کے ساتھ پڑھنے کی مشق کریں۔

سبق:16

قدرتی آفات سے حفاظت

بچو! آپ نے اکثر سنا ہوگا کہ فلاں ملک میں زبردست طوفان یا سیلاب سے ہزاروں لوگ مارے گئے۔ فلاں جگہ شدید زلزلے سے ہزاروں گھر تباہ ہو گئے اور بے شمار افراد اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ نے ان بھیانک حادثوں کے دل دہلا دینے والے مناظر بھی ٹیلی ویژن پر ضرور دیکھے ہوں گے۔

آیئے ہم جاننے کی کوشش کریں کہ قدرتی آفات کیا ہیں اور ان سے اپنی حفاظت کس طرح کی جا سکتی ہے۔

آفات کیا ہیں؟

آفات سے مراد حادثے ہیں جن کی وجہ سے بڑے پیمانے پر تباہیاں آتی ہیں اور بے شمار افراد موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔

جو آفت قدرتی طور پر آتی ہے اسے قدرتی آفت کہتے ہیں۔ قدرتی آفات درج ذیل ہیں:

زلزلہ

زلزلہ ایک ایسی قدرتی آفت ہے جو اچانک ہمیں اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ زلزلہ کی پیشن گوئی ممکن نہیں۔ زلزلہ کبھی بھی اور کہیں بھی آسکتا ہے لیکن دنیا کے کچھ خطے ایسے ہیں جہاں زلزلے زیادہ آتے ہیں۔ یہ خطے زیادہ تر سمندر کے ساحلی علاقے ہیں جیسے جاپان، انڈونیشیا وغیرہ۔ ہمارے ملک میں بھی کئی بار بھیانک زلزلے آئے ہیں جن سے شدید جانی و مالی نقصان ہوا ہے۔

زلزلہ سے بچنے کی احتیاطی تدابیر

اگر ہم احتیاط سے کام لیں تو زلزلہ سے ہونے والے نقصانات کو کم کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لئے ہمیں درج ذیل باتوں پر توجہ کی خاص ضرورت ہے۔

(i) اپنے گھروں کی تعمیر کے وقت ہمیں جگہ کا بہتر انتخاب کرنا چاہئے اور گھروں کے ڈیزائن پر بھی توجہ دینی چاہئے۔ یعنی ملائم یا دلدلی مٹی پر گھر نہ بنائیں اور گھر کا ڈیزائن ایسا ہو کہ وہ زلزلہ کے جھٹکے کو برداشت کر سکے۔ زلزلہ کے لئے خطرناک خطوں (Danger Zones) میں مکان کی تعمیر نہ کریں۔

آپ کے علاقے میں اگر اچانک زلزلہ آجائے تو کیا کریں گے؟

(الف) جیسے ہی زلزلہ کا جھٹکا محسوس ہو تو فوراً گھر سے نکل کر کھلی جگہ میں پناہ لیں۔

(ب) اگر بھاگنے کی مہلت نہ ہو تو کسی چوکی، مسہری، یا میز کے نیچے آجائیں۔

(ج) کمرے کے کسی کونے میں دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جائیں۔ اگر ممکن ہو تو سر پر کوئی ایسی چیز رکھ لیں جس سے سر محفوظ رہے۔

(د) اگر سیڑھیاں چڑھ رہے ہیں تو بیٹھ جائیں۔ قریب میں کوئی چیز بیگ، تکیہ، کتاب وغیرہ مل جائے تو اس کو سر پر رکھ لیں۔

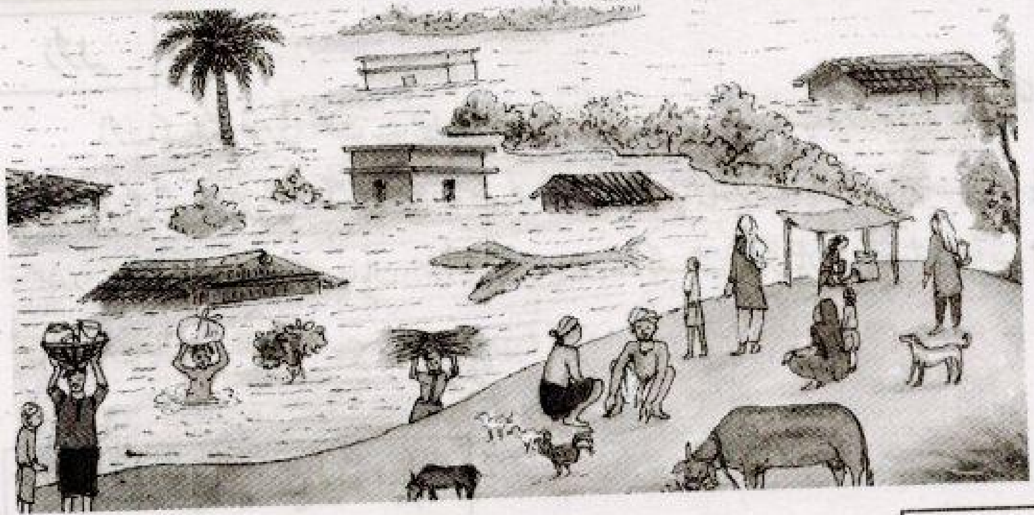

سیلاب

ہمارے ملک خصوصاً ہماری ریاست بہار میں ہر سال سیلاب سے کافی تباہی ہوتی ہے۔ ملک کا ایک بڑا طبقہ سیلاب سے متاثر ہے جہاں تقریباً ہر سال سیلاب آتا ہے۔

سیلاب سے حفاظت کے لئے مستقل اقدامات

سیلاب سے بچنے کے لئے ہمیں مستقل احتیاط کی اہم ضرورت ہے جو پہلے سے ہی کرنا بے حد ضروری ہے وہ احتیاط کیا ہیں؟ آیئے جانیں:

(الف) ندی کے کنارے یا ندی کے ڈھلانوں پر اور تنگ گھاٹیوں میں رہائش اختیار نہ کریں۔

(ب) سمندر یا ندی کے کناروں سے کم از کم 250 میٹر کی دوری پر ہی مکانات بنائیں۔

(ج) سیلاب کے اندیشہ والے تمام علاقوں میں پانی کے اخراج کا بہترین انتظام ہونا چاہئے تا کہ پانی کے جماؤ کو روکا جا سکے۔

(د) سیلاب کے پانی کی اوپری سطح سے مکانات کی کرسی سطح (Plinth level) اونچی ہو۔

(ہ) پوری بستی یا گاؤں کو سیلاب کی سطح سے اونچی جگہ پر بسائیں۔

(و) سیلاب متاثرہ علاقوں میں ستونوں یا کالموں پر مکانات کی تعمیر کریں۔ زمینی سطح پر دیوار نہ دیں تاکہ سیلاب کا پانی بنا کسی رُکاوٹ کے بہہ سکے۔

سیلاب سے بچنے کے لئے فوری اقدامات

(الف) ٹارچ، دیا سلائی، دوائیوں کی کٹ (KIT) کھانے پینے کی اشیاء، ایندھن، پلاسٹک، ٹیوب، پینے کا صاف پانی، چھوٹی کشتی وغیرہ کا انتظام کرلیں۔

(ب) جیسے ہی سیلاب آنے کی خبر ملے ساحلی اور نشیبی علاقوں کو خالی کردیں۔

(ج) جن کے گھر اونچے نہ ہوں وہ پاس پڑوس یا اسکول، مندر، مسجد وغیرہ کی اوپری منزل میں پناہ لیں۔

(د) چھوٹے بچوں، بزرگوں، اور معذور افراد کا خاص خیال رکھیں۔

(ہ) ہر وقت ریڈیو یا دیگر نشر و اشاعت کے ذرائع سے حالات سے باخبر رہیں۔

طوفان

دنیا کے مختلف علاقوں میں آندھی اور طوفان سے وسیع پیمانے پر تباہی ہوتی ہے۔ سمندر کے ساحلی علاقوں میں طوفان کی تباہی کا منظر دل دہلا دینے والا ہوتا ہے۔ اونچی اٹھنے والی تیز ہوائیں۔ سیلاب لانے والی موسلا دھار بارش اور سمندر کی طوفانی لہریں تباہی مچانے کو بیتاب رہتی ہیں۔ سمندری طوفان کو سونامی بھی کہتے ہیں۔ 1977ء میں

ساحلی ریاست آندھرا پردیش میں ایک ایسا ہی سونامی آیا تھا جس میں ہزاروں افراد جاں بحق ہوئے تھے۔

احتیاطی تدابیر طوفان سے بچنے کے لئے

(الف) اگر ہم کسی میدان میں ہیں اور آندھی، طوفان آجائے تو زمین سے لگ کر لیٹ جائیں۔

(ب) گھر میں ہیں تو دروازے اور کھڑکیاں بند کرلیں اور گھر سے باہر نہ نکلیں۔

(ج) سمندر کی لہریں سیلاب کی صورت اختیار کرلیں تو سیلاب آنے پر ہمیں جو احتیاط برتنی چاہئے وہی کریں۔

آگ کا لگنا

اکثر قدرتی طور پر یا انسان کی اپنی غلطیوں کی وجہ سے جنگلوں، گھروں، دکانوں، دفتروں وغیرہ میں آگ لگنے کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ جن کی وجہ سے جانی ومالی نقصانات ہوتے ہیں۔ آگ کی لپٹیں لوگوں کو مجروح کردیتی ہیں۔

آگ لگنے پر ہمیں کیا کرنا چاہئے

(i) آگ سے متاثرہ علاقے سے فوراً نکل جائیں۔

(ii) مدد کے لئے آواز لگانی چاہئے۔اس کے بعد فوراً آگ بجھانے والے دستے کو فون کر کے آگ لگنے کی اطلاع دینی چاہئے۔

(iii) اگر آگ کی وجہ شارٹ سرکٹ ہے تو سب سے پہلے بجلی کی سپلائی لائن کو کاٹ دیں۔

(iv) اگر آگ کی وجہ تیل یعنی پٹرول، ڈیزل، کراسن وغیرہ ہے تو آگ بجھانے کے لئے پانی کی جگہ بالو کا استعمال کریں۔

اگر کوئی شخص آگ کی لپٹوں، بھاپ، گرم رقیق مادے، گرم دھات (لوہا، المونیم وغیرہ) بجلی، کیمیائی اشیاء کی وجہ سے جھلس گیا ہو تو ہم کیا کریں؟

(i) آگ لگنے پر جھکیں، ڈھکیں، اور متاثرہ آدمی کو کمبل میں لپیٹ دیں۔

(ii) جسم کے جلے ہوئے حصے کو پانی میں ڈبوئیں۔

(iii) ٹھنڈے پانی سے کپڑا بھگو کر آگ سے جلے ہوئے حصے پر رکھ دیں۔

(iv) سوجن آنے یا پھپھولے بننے سے پہلے زیوارت اور تنگ کپڑوں کو اتار دیں۔

(v) جلے ہوئے حصے کی صاف سوتی کپڑے کے ذریعہ مرہم پٹی کریں۔روئیں دار چیزوں کا استعمال نہ کریں۔

(vi) جلے ہوئے حصے سے اٹکے کپڑے کو نکال دیں۔

آگ لگنے پر کیا نہ کریں

(i) جلے ہوئے حصے پر زیادہ پانی کا دباؤ نہ پڑنے دیں۔

(ii) متاثرہ حصے پر مکھن، تیل۔ برف نہ لگائیں۔

مشکل الفاظ کے معنی

معنی	لفظ
سخت، زیادہ	شدید
ان گنت	بے شمار
گود	آغوش
آئندہ ہونے والے واقعے کو بتانا	پیشن گوئی
دریا یا سمندر کا کنارہ	ساحل
چننا	انتخاب
علاقہ	خطہ
فرصت	مہلت
حفاظت کیا ہوا	محفوظ
ہوشیاری سے کام کرنا	احتیاط
کھمبا، پایہ	ستون
شئے کی جمع، چیز	اشیاء
نچلا حصہ، نیچا	نشیب
مجبور، عذر کیا ہوا	معذور
کسی بات کی تشہیر کرنا، پھیلانا	نشر و اشاعت
پھیلا ہوا	وسیع

موسلا دھار	تیز بارش
افراد	فرد کی جمع۔آدمی
جاں بحق	وفات پانا
مجروح	گھائل، زخمی
دستہ	عملہ، مددگار
رقیق	پتلا، نرم، بہنے والی شئے
متاثرہ	اثر انداز ہونا

1. مندرجہ ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات میں سے سب سے زیادہ مناسب جواب کی نشاندہی کریں

(1) ان میں سے کون قدرتی آفت نہیں ہے؟

(الف) جنگل میں آگ لگنا　(ب) زلزلہ آنا

(ج) کنویں میں گر جانا　(د) آندھی طوفان آنا

(2) اگر کوئی بچہ جل جائے تو کیا نہیں کریں گے؟

(الف) بچہ کو کمبل میں لپیٹ دیں گے　(ب) جلے ہوئے پر تیل ملیں گے

(ج) تنگ کپڑے اتار دیں گے　(د) جلے ہوئے حصہ کو پانی میں ڈالیں گے

(3) زیادہ تر زلزلے کس علاقے میں آتے ہیں؟

(الف) میدانی علاقے میں　(ب) ریگستانی علاقے میں

(ج) سمندری علاقے میں　(د) پہاڑی علاقے میں

(4) اگر آپ کے گھر میں شارٹ سرکٹ سے آگ لگ جائے تو سب سے پہلے آپ کیا کریں گے؟

(الف) چھت سے کود جائیں گے　　(ب) ضروری سامان کو یکجا کریں گے

(ج) بجلی کی سپلائی کو کاٹ دیں گے　　(د) تھانے میں فون کریں گے

(5) اگر زلزلے کا جھٹکا محسوس ہو تو کیا کریں گے؟

(الف) زور زور سے چلائیں گے　　(ب) چوکی یا مسہری کے نیچے آجائیں گے

(ج) چھت پر چڑھ جائیں گے　　(د) کسی دوست کو فوراً فون کریں گے

(6) مٹی کے تودے گرنے کے واقعات زیادہ تر ہوتے ہیں۔

(الف) پہاڑی علاقے میں　　(ب) میدانی علاقے میں

(ج) سرحدی علاقے میں　　(د) ان میں سے کوئی نہیں

(7) بہار میں سیلاب کے واقعات زیادہ تر پیش آتے ہیں۔

(الف) شمالی بہار میں　　(ب) جنوبی بہار میں

(ج) وسطی بہار میں　　(د) مشرقی بہار میں

(8) ان میں کون سا صوبہ سمندر کے کنارے نہیں ہے۔

(الف) بہار　　(ب) گجرات

(ج) مغربی بنگال　　(د) آندھرا پردیش

(9) ان میں کون سا لفظ واحد ہے؟

(الف) آفات (ب) حالات

(ج) بارات (د) خیالات

(10) ان میں سے کس لفظ کا املا درست نہیں ہے؟

(الف) مہلت (ب) صاحل

(ج) منظر (د) آغوش

مختصرترین سوالات

(i) کیا ٹرین اور بس کی ٹکرا ایک قدرتی آفت ہے؟

(ii) آپ کے ملک میں کب اور کہاں سونامی آئی تھی؟

(iii) زلزلہ آنے پر سب سے پہلے کیا کرنا چاہیے؟

(iv) آندھی آنے پر فوری طور پر آپ کیا کریں گے؟

مختصرسوالات

(i) قدرتی آفات سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

(ii) اگر کوئی شخص آگ سے جھلس جائے تو آپ کیا کریں گے؟

(iii) سیلاب سے بچنے کے لئے مستقل اور فوری اقدامات کیا ہیں؟

(iv) دنیا کے کن خطوں میں سب سے زیادہ زلزلے آتے ہیں۔؟

درج ذیل الفاظ کے لئے ایک ایک مترادف لفظ بتائیں

پانی	آگ	سمندر	ساحل	لمحہ
گھر	تباہ	نزدیک	گھاٹی	گاؤں

مندرجہ ذیل جملوں میں جو فعل مستقبل ہو اس پر ✓ کا نشان لگائیں

(i) اگلے ہفتے تیز بارش ہونے والی ہے؟

(ii) کل اختر آیا تھا۔

(iii) عذرا پٹنہ سے کل آئے گی

(iv) موسم ابر آلود ہے

(v) رات زلزلہ آیا تھا

(vi) سمندری سطح میں اضافہ کی وجہ کر زمین کے بہت سارے حصے پانی میں ڈوب جائیں گے۔

صحیح جملے کے سامنے (صحیح) اور غلط کے سامنے (غلط) لکھیں

(i) ملائم یا دلدل مٹی پر گھر نہ بنائیں۔

(ii) گھروں کے ڈیزائن پر توجہ دینا ضروری نہیں۔

(iii) زلزلہ کا جھٹکا محسوس ہوتے ہی گھر سے باہر نکل جائیں۔

(iv) سیلاب کے اندیشے والے علاقوں میں پانی کے اخراج کا بہتر انتظام نہیں ہونا چاہئے۔

(v) طوفان آنے پر دروازے اور کھڑکیاں بند کرلیں اور گھر سے باہر نہ نکلیں۔

(vi) آگ سے متاثرہ علاقے سے فوراً نکل جائیں۔

(vii) جسم کے جلے ہوئے حصے کو پانی میں نہ ڈبوئیں۔

عملی سرگرمیاں

- قدرتی آفات کے ذریعہ تباہ کاریوں کے مناظر کی تصاویر جمع کریں اور اس سے بچنے کی تدابیر معلوم کریں۔
- آس پاس کوئی ایسا شخص ہو جو آگ کے ذریعہ کبھی مجروح ہوا ہو، اس سے پتہ کریں کہ یہ حادثہ کیوں ہوا اور کیسے ہوا؟
- پتہ کریں کہ دنیا کے اور آپ کے ملک کے کون کون سے خطے زلزلے کے خطرناک خطے میں شمار کیے ہیں۔

سبق:17

ماں کا خواب

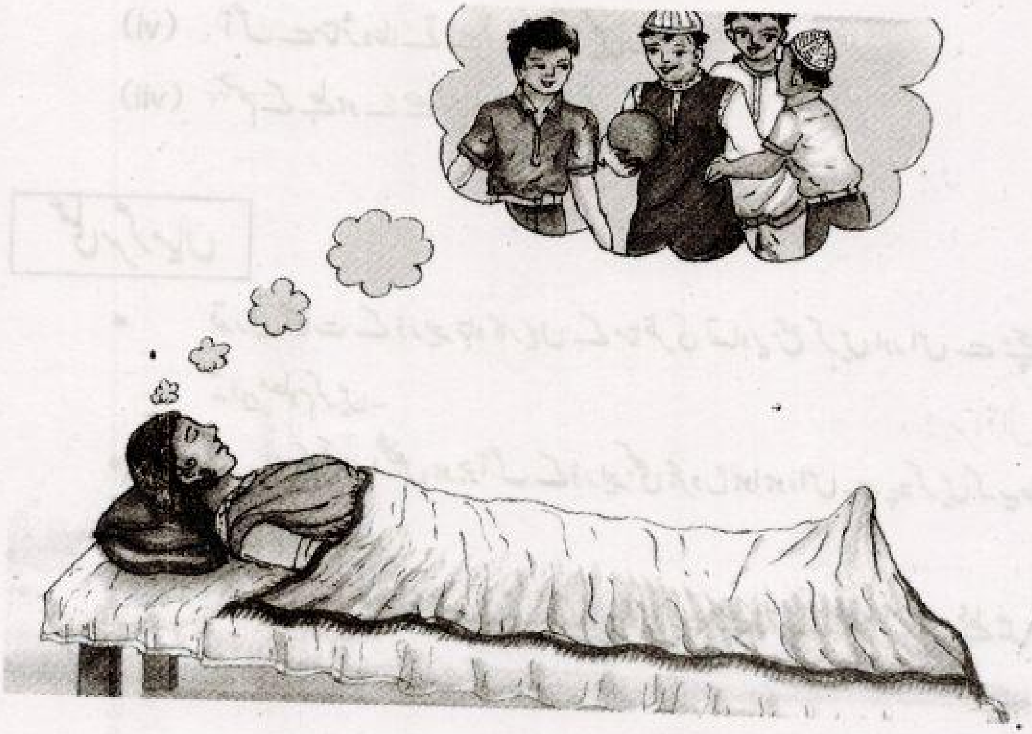

میں سوئی جو اک شب تو دیکھا یہ خواب — بڑھا اور جس سے مرا اضطراب
یہ دیکھا کہ میں جا رہی ہوں کہیں — اندھیرا ہے اور راہ ملتی نہیں
لرزتا تھا ڈر سے مرا بال بال — قدم کا تھا دہشت سے اٹھنا محال
جو کچھ حوصلہ پا کے آگے بڑھی — تو دیکھا قطار ایک لڑکوں کی تھی
زمرد سی پوشاک پہنے ہوئے — دیئے سب کے ہاتھوں میں جلتے ہوئے
وہ چپ چاپ تھے آگے پیچھے رواں — خدا جانے جانا تھا ان کو کہاں
اسی سوچ میں تھی کہ میرا پسر — مجھے اس جماعت میں آیا نظر

وہ پیچھے تھا اور تیز چلتا نہ تھا — دیا اس کے ہاتھوں میں جلتا نہ تھا

کہا میں نے پہچان کر میری جاں ! — مجھے چھوڑ کر آگئے تم کہاں

جدائی میں رہتی ہوں میں بے قرار — پروتی ہوں ہر روز اشکوں کے ہار

نہ پروا ہماری ذرا تم نے کی — گئے چھوڑ ، اچھی وفا تم نے کی

جو بچے نے دیکھا پڑا پیچ و تاب — دیا اس نے منہ پھیر کر یوں جواب

رلاتی ہے تجھ کو جدائی مری — نہیں اس میں کچھ بھی بھلائی مری

یہ کہہ کر وہ کچھ دیر تک چپ رہا — دیا پھر دکھا کر یہ کہنے لگا

سمجھتی ہے تو ہوگیا کیا اسے

ترے آنسوؤں نے بجھایا اسے

• علامہ محمد اقبال

مشکل الفاظ کے معنی

لفظ	معنی
اضطراب	بے قراری، بے چینی، بے تابی، گھبراہٹ، بوکھلاہٹ
دہشت	ڈر، خوف، خطرہ
محال	دشوار، مشکل، کٹھن
رواں	جاری، بہتا ہوا، تیز
اشک	آنسو، ٹسوا
وفا	ساتھ دینا، خیر خواہی، نمک حلالی
فکرِ عیال	بال بچے
پیچ و تاب	غصہ، بے قراری، بے چینی

1 درج ذیل سوالوں کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں صحیح جواب چن کر لکھیں

(i) بتائیں کہ اس نظم میں خواب کس نے دیکھا؟

(الف) بچہ نے (ب) ماں نے

(ج) شاعر نے (د) ایک لڑکی نے

(ii) بچہ کس قسم کی پوشاک پہنے ہوئے تھا؟

(الف) گوہر سا (ب) موتی سا

(ج) زمرد سا (د) ہیرے سا

(iii) ماں نے کس بچے کو خواب میں دیکھا؟

(الف) جو کھو گیا تھا (ب) جو ڈر گیا تھا

(ج) جو مر گیا تھا (د) جو باہر گیا تھا

(iv) ضمیر کی کون سی مثال اس نظم میں استعمال نہیں ہوئی ہے؟

(الف) وہ (ب) اس

(ج) تم (د) ہم

(v) قدم اور کدم ہم صوت الفاظ ہیں، قدم کے معنیٰ پاؤں ہے جبکہ 'کدم' کے معنی؟

(الف) ہاتھ (ب) ایک پیڑ کا نام

(ج) ایک پھول کا نام (د) ایک شہر کا نام

سوچئے اور بتائیے

(i) ماں کا خواب، نظم کے ذریعہ شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟

(ii) اس نظم کے شاعر ڈاکٹر اقبال کے بارے میں پانچ جملے لکھیں۔

(iii) ماں نے ایک شب کیا دیکھا؟

(iv) بچے نے منہ پھیر کر کیا جواب دیا؟

(v) ماں کو جماعت میں کون نظر آیا؟

(vi) نظم کا خلاصہ تحریر کریں۔

3. غور کیجئے اور بتائیے

(i) آپ کے اوپر ماں کے کیا کیا احسانات ہیں؟

(ii) والدین اپنے بچوں سے کیا کیا اُمیدیں رکھتے ہیں؟

4. اشعار مکمل کیجئے

(الف) میں سوئی جو اک شب تو دیکھا یہ خواب

....

(ب) ....

اندھیرا ہے اور راہ ملتی نہیں

(ج) زمردی پوشاک پہنے ہوئے

....

(د) اسی سوچ میں تھی کہ میرا پسر

....

(ہ) کہا میں نے پہچان کر میری جان

....

5. محاورے کو جملوں میں استعمال کریں

(الف) آنکھ کا تارا ہونا۔ ....

(ب) نو دو گیارہ ہونا۔ ....

(ج) دانتوں تلے چنا چبانا۔ ....

(د) لوہا لینا۔ ....

(ہ) میدان مارنا۔ ....

6. ذیل میں دی گئی صفتوں کو جملوں میں استعمال کریں

(i) تیز

(ii) عقلمند

(iii) بہادر

(iv) ایماندار

(v) نمازی

.7 **مندرجہ ذیل اشعار کی تشریح کریں**

میں سوئی جو اک شب تو دیکھا یہ خواب
بڑھا اور جس سے مرا اضطراب
یہ دیکھا کہ میں جارہی ہوں کہیں
اندھیرا ہے اور راہ ملتی نہیں

پڑھیے اور سمجھیے

بناوٹ کے اعتبار سے لفظوں کی دو قسمیں ہیں۔ مفرد اور مرکب۔

مفرد اُس بامعنی لفظ کو کہتے ہیں جو اکیلا اور تنہا ہوتا ہے۔ جیسے: رحمت، دولت، عقل مند۔ اور مرکب دو لفظوں سے مل کر بنتا ہے۔ اب آپ درج ذیل الفاظ کو سمجھیں اور سیکھیں۔

مفرد	مرکب	مفرد	مرکب
فن	فن کار	نقش	نقش و نگار
بزرگ	بزرگ صفت	خدا	خدا پرست
دست	دست کار	خبر	خبردار

عملی سرگرمیاں

.8 • اپنی کتاب کی ایک نظم جو آپ کو یاد ہو اپنے دوستوں کو سنائیں

• علامہ اقبال کے متعلق اپنے استاد سے معلومات حاصل کریں

سبق:18

بیراگی

مہاراجا بال کشن اَودھ کے آخری بادشاہ سلطان عالم واجد علی شاہ کے دیوان تھے جن کا کام حکومت کی آمدنی اورخرچ کا حساب کتاب کرنا تھا۔انہیں بادشاہ کی طرف سے بھاری تنخواہ ملتی تھی ۔جس کو وہ دل کھول کرخرچ کرتے تھے۔وہ ہر سال برسات کے موسم میں ہندوستان کے سادھوؤں کی دعوت کرتے تھے۔یہ دعوت لکھنؤ کے عیش باغ میں ہوتی اور پورے چار مہینے تک رہتی تھی۔واجد علی شاہ کے وزیراعظم نواب علی نقی خاں کو جو حضور عالم کہلاتے تھے،اس طرح ہر سال لکھنؤ میں سادھوؤں کا جمگھٹ لگنا پسند نہیں تھا۔شاید اس لئے کہ اس کی وجہ سے لکھنؤ میں بلکہ پورے ہندوستان بھر میں مہاراجا کا نام نواب کے نام سے زیادہ مشہور ہو گیا تھا۔نواب اس فکر میں رہتے تھے کہ کسی طرح واجد علی شاہ اس میلے کو ختم کرنے کا حکم دے دیں۔آخر ایک دن جب میلے کو شروع ہوئے ایک مہینہ ہو رہا تھا،انہوں نے بادشاہ کے دربار میں اس کی بات چھیڑی۔

''سلطان عالم،آج کل تو عیش باغ میں خوب رونق ہے''

''اچھا،کیوں؟''بادشاہ نے پوچھا۔

''سادھوؤں کا میلہ چل رہا ہے جہاں پناہ''

''ہاں،ہم نے سنا ہے،برسات کی رُت میں مہاراجا بال کشن عیش باغ میں کچھ سادھوؤں کو بلاتے ہیں۔''

''کچھ سادھوؤ کو تو نہیں۔ہزاروں کو،جہاں پناہ ہزاروں کو......ملک بھر کے سادھو آجاتے ہیں۔''

''ہاں؟ پھر تو سچ مچ ہزاروں جمع ہو جاتے ہوں گے۔''

''اور سلطان عالم، یہ سب پورے چار مہینے تک عیش باغ میں ڈیرا ڈالے رہتے ہیں۔''

''چار مہینے تک''

''اور سلطان عالم، چار مہینے تک ان ہزاروں سادھوؤں کو کھانے پینے رہنے سہنے کا سارا خرچ مہاراجا بال کشن اپنی جیب سے دیتے ہیں۔''

''اوہو! اس میں تو مہاراجا کا بڑا پیسہ اُٹھ جاتا ہوگا۔''

''مگر سلطان عالم! مہاراجا کے پاس اتنا پیسہ کہاں سے آیا؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ دعوتیں شاہی خزانے کے پیسے سے ہوتی ہیں۔''

''نہیں حضور عالم کسی کے بارے میں بُری بات نہیں سوچنا چاہئے۔''

''سلطان عالم، سرکاری پیسے کا سارا حساب کتاب مہاراجا کے ہاتھ میں رہتا ہے، جو چاہیں وہ کریں۔''

''مگر ہمارے راجا ایسے آدمی نہیں ہیں''

''مگر سلطان عالم پھر ہزاروں آدمیوں کو چار مہینے تک روزانہ............''

سورج ڈوب رہا تھا عیش باغ میں ہر طرف سادھوؤں کی کٹیاں دکھائی دے رہی تھیں جن پر نئے پھونس کے چھپر پڑے ہوئے تھے۔ زیادہ تر سادھو اپنی کٹی سے باہر نکل آئے تھے۔ ان میں تپسوی، جوگی، بیراگی سبھی تھے، کوئی منتروں کا جاپ کر رہا تھا، کوئی بھجن گا رہا تھا، کوئی اپنے چیلوں کو اُپدیش دے رہا تھا اور کوئی کتھا سنا رہا تھا، گھنٹیاں بج رہی تھیں۔ آرتیاں اُتاری جا رہی تھیں اور صندل کے دھوئیں سے سارا عیش باغ مہک رہا تھا۔ اچانک صندل کی خوشبو میں کیوڑے، گلاب، اگر بتی اور عنبر کی خوشبوئیں بھی شامل ہوگئیں اور سادھوؤں نے دیکھا کہ عیش باغ کے پوربی پھاٹک سے خوشبوؤں کے دھوئیں میں لپٹی ہوئی شاہی سواری اندر آ رہی ہے۔ موتی جھیل کے کنارے پہنچ کر سواری کے ساتھ کے سب لوگ رُک گئے۔ ان کے بیچ سے واجد علی شاہ ایک خوب صورت سجے ہوئے گھوڑے پر سوار نکلے۔ انہوں نے موتی جھیل کا ایک چکر لگایا پھر اور ایک چکر لگایا اور بالکل چُپ چاپ ایک ایک کٹی پر نظر ڈالتے آگے بڑھ رہے تھے اور تمام سادھو آنکھیں جھکائے خاموش کھڑے تھے۔ ان میں بہت سے ایسے تھے جو کسی بادشاہ کے درشن کرنے کو ثواب کا

کام جانتے تھے، لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ بادشاہ کے چہرے کو نظر بھر کر دیکھنا بے ادبی کی بات سمجھی جاتی ہے، جس پر سزا بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے کوئی سادھو ڈرتے ڈرتے کنکھیوں سے بادشاہ کی طرف دیکھتا بھی تو فوراً نظریں ہٹا لیتا تھا۔

آخر بادشاہ ایک کٹی کے پاس پہنچ کر رُک گئے۔ کٹی کے آگے ایک خوبصورت جوان سادھو سر جھکائے کھڑا تھا۔ بادشاہ نے جو خود بھی بہت خوبصورت جوان تھے اس کے بھبھوت ملے ہوئے بدن اور سر کے بالوں کی لمبی جٹاؤں کو غور سے دیکھا، پھر بہت نرم آواز میں پوچھا۔

''بیراگی ہو''

''ہاں، دیالو''

''نام کیا ہے؟''

''کشن داس''

''شری کرشن جی مہاراج کے بھگت ہو؟''

''ہاں، دیالو''

بادشاہ نے کہا

''ہم نے بھی کرشن لیلا لکھی ہے، وہ محل میں کھیلی بھی جاتی ہے''

اس کے بعد وہ دیر تک کرشن جی کے قصے سناتے رہے اور بیراگی حیرت سے ان کو دیکھتا رہا۔ وہ یہ بھی بھول گیا تھا کہ بادشاہ کے چہرے پر نظر نہیں ڈالنا چاہئے۔ آخر اس نے کہا

''آپ تو کوئی گیانی پنڈت معلوم ہوتے ہیں''

''نہیں بیراگی''

اتنی دیر میں وہاں پر سادھوؤں کی بھیڑ لگ گئی۔

بادشاہ نے بتایا کہ وہ خود بھی قیصر باغ میں جوگیا میلہ شروع کرنے والے ہیں۔ اس کے بعد وہ واپس جانے کے لئے مڑنے لگے اتنے میں ایک بہت بوڑھا جوگی بھیڑ میں سے نکل کر آگے بڑھا۔ بادشاہ کے قریب پہنچ کر اس نے

ہاتھ جوڑے اور کہا۔

''مہابلی ہمارے سو بھاگیہ سے آپ یہاں پدھارے، اب ہماری ایک پرارتھنا ہے کہ ہم سب کو اپنے درشن کرادیں۔

بادشاہ نے مسکرا کر کہا۔

''جوگی جی، ہم تو خود آپ سب کے درشن کرنے آئے تھے، مگر خیر''

یہ کہہ کر انہوں نے اپنے گھوڑے کی سنہری لگام کو ہلکے سے ہلایا اور ایک بار پھر موتی جھیل کا چکر لگایا اور اس بار سب سادھوؤں نے جی بھر کے انہیں دیکھا۔ پھر بادشاہ سواری کے جلوس میں جا ملے اور کچھ دیر میں جلوس عیش باغ کے پھاٹک سے باہر نکل گیا، لیکن دو تین شاہی افسر دس بارہ نوکر اور کئی بڑے بڑے صندوق عیش باغ ہی میں رہ گئے۔ افسروں نے بتایا کہ بادشاہ حکم دے گئے ہیں کہ ہر سادھو کو پانچ پانچ روپے ان کی طرف سے دان کرنے کے لئے دیے جائیں۔

رات گئے تک عیش باغ میں سکوں کی جھنکار سنائی دیتی رہی۔

اسی رات مہاراجا بال کشن واجد علی شاہ کے دربار میں ڈرتے ڈرتے پہنچے۔ کچھ دیر میں دربار سج گیا۔ بادشاہ محل سے آکر تخت پر بیٹھے، علی نقی خاں تخت کے ایک طرف سینے پر ہاتھ باندھے ادب سے کھڑے تھے۔ دوسرے درباریوں سے ایک دو باتیں کرنے کے بعد بادشاہ نے مہاراجا بال کشن کو اپنے سامنے بلوایا، کچھ دیر تک غور سے ان کو دیکھتے رہے، پھر بولے۔

''راجا آج ہم تمہارا میلہ دیکھنے عیش باغ گئے تھے۔''

مہاراجا نے ہاتھ جوڑ کر کہا

''خداوند نعمت یہ میلہ مہاراجا ٹکیت رائے کے زمانے سے چلا آرہا ہے''

''مگر تم نے اسے بہت بڑھا دیا ہے، ہزاروں سادھو آجاتے ہیں، ہم نے سنا ہے تم چار مہینے تک سب کو اپنے پاس سے کھلاتے ہو۔''

مہاراجا کے ماتھے پر پسینا آ گیا، ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ بادشاہ کی بات کا کیا جواب دیں۔ اتنے میں اُنہیں بادشاہ کی آواز سنائی دی۔

''راجا ہم تمہارے اس کام سے جتنا خوش ہوئے اتنا کسی کے کام سے نہیں ہوئے تھے۔''

کچھ دیر تک دربار میں خاموشی رہی پھر بادشاہ نے اپنے وزیرِاعظم کی طرف دیکھا۔ آہستہ سے مسکرائے اور بولے۔

''یہ سب سادھو ہمارے شہر میں آتے ہیں اور ہمارے باغ میں رہتے ہیں، پھر تو وہ ہمارے مہمان ہوئے، کیوں حضورِ عالم''

''بے شک، سلطانِ عالم'' علی نقی خاں کو کہنا پڑا۔ بے شک .... بے شک''

''تو پھر ان کی مہمان نوازی کا بوجھ راجا کی جیب پر نہیں پڑنا چاہئے۔ اب ہر سال یہ سارا خرچ ہمارے خزانے سے دلوایئے۔''

یہ کہہ کر بادشاہ آرام کرنے چلے گئے۔

قریب چالیس سال گزر گئے، دُرگا پوجا کا زمانہ تھا۔ کلکتے کے ایک بڑے مندر کے باغ میں دور دور سے آئے ہوئے کچھ سادھو بیٹھے ہوئے مندر کے پجاری سے اِدھر اُدھر کی باتیں کر رہے تھے۔ ان میں سے کئی سادھو شاہی زمانے میں لکھنؤ کے عیش باغ میں واجد علی شاہ کے مہمان رہ چکے تھے۔ وہ اس پر افسوس کر رہے تھے کہ پورے ہندوستان کو ہڑپ کر لینے کے بعد اودھ کی سلطنت پر بھی انگریزوں نے قبضہ کر لیا اور لکھنؤ کو ویران کر دیا۔ پجاری نے بتایا کہ سلطنت چھن جانے کے بعد سے واجد علی شاہ کو کلکتے ہی کے ایک محلے مٹیا برج میں رکھا گیا ہے اور آج کل وہ بیمار ہیں۔

''یہاں کلکتے میں، اس کے بن باس کو تیس برس سے اوپر ہو گئے''

پجاری کہنے لگا ''اس کی بادشاہی نہیں رہی تو کیا ہوا، وہ تو ہے، وہ ہمارے دیس کا آخری بادشاہ ہے۔'' پھر پجاری نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور بولا۔

''اس کے بعد کسی بادشاہ کے درشن نہیں ہوں گے۔''

یہ سنتے ہی ایک بوڑھا سادھو اُٹھ کر کھڑا ہوا۔

شام کو وہ بوڑھا سادھو مٹیا برج میں واجد علی شاہ کے بنوائے ہوئے امام باڑے سبطین آباد کے پھاٹک کے سامنے والی سڑک پر ایک کنارے کھڑا ہوا تھا۔ بازار والوں کی باتوں سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ بادشاہ سیر سے واپس آنے والے ہیں اور اسی پھاٹک پر اتریں گے۔ کچھ دیر میں شاہی سواری کا چھوٹا جلوس آتا دکھائی دیا۔ سواری قریب سے گذری تو سادھو نے بادشاہ کو غور سے دیکھا۔ وہ بڑھاپے میں بھی بہت شان دار اور خوبصورت معلوم ہو رہے تھے۔ ان کے پپوٹے سوجے سوجے سے تھے لیکن ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ سواری سادھو کے سامنے سے گزر گئی، پھاٹک کے پاس بادشاہ کو کئی لوگوں نے سہارا دے کر سواری سے اتارا، لیکن پھاٹک میں داخل ہونے کے بجائے بادشاہ مڑے اور سہارا دینے والوں کو پیچھے چھوڑ اکر اکیلے ہی آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس مجمع کی طرف بڑھنے لگے، جوان کو دیکھنے کے لئے اکٹھا ہو گیا تھا۔ یہ شاید نئی بات تھی، اس لئے بادشاہ کو آتا دیکھ کر سارا مجمع تر بتر ہو گیا۔ صرف سادھو اپنی جگہ پر کھڑا رہا، یہاں تک کہ بادشاہ اس کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ سادھو ہاتھ جوڑ کر جھک گیا اور بادشاہ نے کہا۔

''تم کب آئے کشن داس بیراگی؟''

سادھو کچھ دیر تک گم سم رہا، پھر گھٹی ہوئی آواز میں بولا۔

''مہابلی آپ نے مجھے پہچان لیا۔''

''بھلا ہم اپنے مہمانوں کو نہیں پہچانیں گے؟ بادشاہ نے کہا کچھ رُک کے پھر بولے۔

''بیراگی، اس دن عیش باغ میں، جب ہم بادشاہ تھے، تب تو تم نے ہم کو دیالو کہا تھا۔ اب ہم بادشاہ نہیں ہیں پھر ہم کو مہابلی کیوں کہتے ہو؟''

''مہابلی'' بیراگی بولا'' بادشاہ تو آدمی کا دل ہوتا ہے۔ آپ بادشاہ ہیں اور سدا بادشاہ رہیں گے، لیکن ہر بادشاہ دیالو نہیں ہوتا۔ آپ دیالو بھی ہیں اور مہابلی بھی''

اتنی دیر میں بادشاہ کو سہارا دینے والے لوگ قریب آ گئے تھے لیکن بادشاہ وہیں پر کھڑے کھڑے بیراگی سے اس کے سفر کا حال پوچھتے رہے۔ جب بیراگی نے بتایا کہ وہ آج ہی رات کو کلکتے سے واپس جا رہا ہے تو بادشاہ نے پوچھا۔

'ہمارے مہمان نہیں ہو گے؟ پھر بولے ''مگر اب تو ہم خود بھی فقیر ہیں۔''

اس کے بعد انہوں نے بڑے موتیوں والا ایک ہار اپنے گلے سے اُتار کر بیراگی کی طرف بڑھایا۔

''اسے ہماری طرف سے دان کر دینا۔''

بیراگی نے ہار کو دونوں ہاتھوں سے لے کر آنکھوں سے لگا لیا۔ بادشاہ مڑے اور کئی لوگوں کا سہارا لیے دھیرے دھیرے چلتے ہوئے سبطین آباد کے پھاٹک میں داخل ہو گئے۔

لمبے اور تھکا دینے والے سفر کے بعد جب کشن داس بیراگی اپنے مٹھ پر واپس پہنچا تو اس کے چیلوں نے اسے خبر دی کہ کلکتے میں اودھ کے بادشاہ واجد علی شاہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ بیراگی یہ خبر سن کر کچھ نہیں بولا۔ لیکن تین دن بعد تک وہ اپنی کٹی سے باہر نہیں نکلا۔ چوتھے دن چیلوں نے دیکھا کہ بیراگی مرا پڑا ہے۔ اس کی آنکھوں پر بڑے موتیوں کا ایک ہار رکھا ہوا تھا۔ ہار کے کچھ دانوں پر بیراگی کے آنسو چھوٹے چھوٹے موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔

• تلخیص: نیّر مسعود

مشکل الفاظ کے معنی

لفظ	معنی
رُت	موسم
تپسوی	تپسیا کرنے والا۔ پوجا کرنے والا
دَرشن	نظارہ، دیدار
مہابلی	بہت طاقتور
سلطنت	حکومت
مجمع	بھیڑ، ہجوم

تر بتر	ادھر اُدھر، منتشر ہو جانا
بیراگی	جوگی، فقیر
سلطان عالم	اودھ کے آخری بادشاہ واجد علی شاہ کا خطاب
دیوان	دربار کا ایک عہدہ
اُپدیش	وعظ، نصیحت
بھبھوت	راکھ
خداوند نعمت	مراد بادشاہ، آقا، مالک

1 درج ذیل سوالات کے چار چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں صحیح جواب چُن کر لکھیں۔

(i) مہاراجا بال کشن کس بادشاہ کے دیوان تھے؟

(الف) واحد علی شاہ (ب) ماجد علی شاہ

(ج) امجد علی شاہ (د) واجد علی شاہ

(ii) عیش باغ میں ہر سال کن کی دعوت ہوتی تھی؟

(الف) راہبوں کی (ب) سادھوؤں کی

(ج) شاعروں کی (د) سپاہیوں کی

(iii) واجد علی شاہ میلہ دیکھنے کہاں گئے تھے؟

(الف) گلاب باغ (ب) لال باغ

(ج) عیش باغ (د) گردنی باغ

(iv) کس نے کہا مہمان نوازی کا سارا خرچ ہمارے خزانے سے دلوایئے؟

(الف) بادشاہ نے (ب) راجا نے

(ج) وزیر نے (د) وزیر اعظم نے

(v) واجد علی شاہ کے انتقال کی خبر سن کر کس کی موت ہوگئی تھی؟

(الف) راہی کی (ب) بیراگی کی

(ج) دیوان کی (د) مہمان کی

2. سوچئے اور بتایئے

(i) آپ تو کوئی گیانی پنڈت معلوم ہوتے ہیں'' بیراگی نے بادشاہ سے یہ کیوں کہا؟

(ii) مہاراج کے ماتھے پر پسینہ کیوں آ گیا؟

(iii) واجد علی شاہ کے انتقال کے بعد بیراگی پر کیا گذری؟

3. ان لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجئے!

(الف) دل کھول کر خرچ کرنا۔

(ب) ڈیرہ ڈالنا۔

(ج) تتر بتر ہونا۔

(د) سہارا دینا۔

(ر) موتیوں کی طرح چمکنا۔

(4) اس کہانی سے آپ کو کیا سبق ملتا ہے، مختصر میں بتائیں۔

عملی سرگرمیاں

(i) بیراگی کی طرح کسی دوسری کہانی کی تلاش کیجئے اور کلاس میں اپنے دوستوں کو سنایئے۔

(ii) اس جملے کو غور سے پڑھئے۔

''ہار کے کچھ دانوں پر بیراگی کے آنسو چھوٹے چھوٹے موتیوں کی طرح چمک رہے تھے''

اس جملے میں بیراگی کے آنسوؤں کو موتیوں سے تشبیہ دی گئی ہے، آپ اس طرح کے چار جملے بنا کر اپنے دوستوں کو سنایئے۔

سبق:19

سالم علی

دنیا میں بہت سے علوم ہیں جو انسانی زندگی کو کسی نہ کسی طور پر متاثر کرتے ہیں، انہیں علوم میں ایک علم، علم طیور بھی ہے۔ یہ پرندوں سے متعلق علم ہے۔ جس کے ذریعہ ہم پرندوں کے متعلق بہت سی جانکاری حاصل کرتے ہیں۔ اس علم کے ماہرین میں سالم علی کا نام بہت ہی اہم ہے۔

سالم علی پہلے ہندوستانی ہیں جنہوں نے ہندوستانی چڑیوں کے سلسلے میں باقاعدہ تحقیق کی۔ انہوں نے چڑیوں سے متعلق ہمیں کئی کارآمد اور تفصیلی جانکاریاں دیں۔ ان کے اس اہم کارنامے کی شہرت ہوئی اور آج دنیا انہیں برڈ مین آف انڈیا' (Birdman of India) کے نام سے یاد کرتی ہے۔

سالم علی کا اصلی نام سالم معزالدین عبدالعلی تھا۔ وہ 12 نومبر 1896ء کو ممبئی کے کھیت واڑی علاقے میں پیدا ہوئے۔ وہ جب 10 سال کے تھے ان کے والد چل بسے اور وہ یتیم ہو گئے۔ ان کی پرورش ان کے ماموں نے کی۔ چونکہ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی اس لئے وہ سالم علی کو بہت چاہتے تھے۔ ان کا طور طریقہ اور رہن سہن سب کو پسند تھا۔ اس خوبی کے لئے انہیں انعام بھی ملا۔ انعام کی شکل میں اسکول کی طرف سے انہیں ایک کتاب دی گئی۔ اس کتاب کا نام تھا "ہمارے دوست جانور"۔

سالم علی کو بچپن سے ہی کھلے ماحول میں گھومنے پھرنے کا شوق تھا۔ ایک دن گھومتے پھرتے وہ ایک درخت کے قریب پہنچے۔ اس درخت پر انہوں نے ایک گوریا کو دیکھا۔ اس کی گردن پر پیلے دھبے تھے۔ انہوں نے گوریا کو مار گرایا جب گوریا ان کے ہاتھ لگی تو وہ سوچ میں پڑ گئے۔ وہ اس کی نسل کے متعلق سوچنے لگے۔ جب ان کا

تجسس اور بڑھا تو وہ اپنے ماموں کے پاس گئے اور ان سے بھی گوریا کی نسل کے متعلق دریافت کیا لیکن ان کے ماموں انہیں اپنی باتوں سے مطمئن نہ کر سکے لیکن انہوں نے اتنا کیا کہ بھانجے کی مدد کی غرض سے اپنے ایک ملاقاتی میلارڈ صاحب سے ملوایا۔ اتنے چھوٹے لڑکے کے اندر پرندوں میں اس قدر دلچسپی اور تجسس دیکھ کر میلارڈ صاحب بہت خوش ہوئے۔ سالم علی نے ان سے بھی پرندوں کے سلسلے میں طرح طرح کے سوالات کئے۔ میلارڈ صاحب نے جواب تو دیا ہی ساتھ ہی انہوں نے سالم علی کو اپنے خاص کمرے میں بلایا۔ وہاں مختلف پرندوں کے بے جان جسم رکھے ہوئے تھے۔ ان بے جان جسموں کو دیکھ کر سالم علی کا اشتیاق اور بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد میلارڈ صاحب نے اپنی الماری سے نکال کر بالکل ویسی ہی ایک گوریا کو دکھایا جسے سالم علی نے مار گرایا تھا۔ میلارڈ صاحب نے اس گوریا کے متعلق تفصیلی جانکاری دی تب جا کر سالم علی کو اطمینان ہوا۔ اس دوران انہوں نے پرندوں کے متعلق اور بھی بہت سی اہم باتیں اُن کو بتائیں۔ پرندوں میں سالم علی کے غیر معمولی شوق کو دیکھ کر میلارڈ صاحب بہت متاثر ہوئے تھے۔ اس لئے انہوں نے اُن کو اپنے میوزیم میں آنے کی دعوت دی، بعد میں انہوں نے پرندوں کے جسم کو محفوظ رکھنے کا طریقہ اور فن بھی انہیں سکھا دیا۔

بڑے ہو کر سالم علی اپنے خاندانی کاروبار میں ہاتھ بٹانے کی غرض سے برما (میانمار) چلے گئے لیکن ان کا دھیان تو پرندوں میں تھا اس لئے کاروباری کام میں دل نہ لگا۔ وہ کام میں دلچسپی لینے کے بجائے ہمیشہ پرندوں کے بارے میں سوچتے رہتے اور ان کی تلاش میں سرگرداں رہتے۔ ان کے بھائی نے ان کے اندر کام کے بدلے پرندوں سے جنون کی حد تک دلچسپی کو دیکھا تو انہیں بہت سمجھایا لیکن ان کا شوق کم نہ ہوا۔ اس لئے انہوں نے سالم علی کو واپس ممبئی بھیج دیا۔ سالم علی نے ممبئی میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد نیچرل ہسٹری میوزیم میں گائڈ کی ملازمت حاصل کر لی۔ پرندوں کے بارے میں ان کا شوق جاری رہا۔ یہاں تک کہ اس سلسلے کی مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے انہوں نے جرمنی کا سفر اختیار کیا۔

وہ ساری زندگی گھوم گھوم کر پرندوں کا بغور مطالعہ کرتے رہے اور اس علم میں مہارت حاصل کرتے رہے۔ چونکہ وہ پرندوں کے عادات واطوار کو ایک نوٹ بک میں درج کیا کرتے تھے اس لئے جب کافی مواد جمع ہو گیا تو

انہوں نے اسے ترتیب دے کر کتابی شکل میں شائع کروادیا۔ان کے اس نمایاں اوراہم ترین کارنامے کے لئے انہیں بہت سارے اعزازت وانعامات دئے گئے ۔وہ اکیانوے (91) برس کی عمر میں 20 جون 198ء کو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

سالم علی نے جس محنت،شوق اور جانفشانی سے بے زبان پرندوں کو دیکھا،ان کی چہچہاہٹ کو سنا،ان کے مزاج کو پرکھا یہ کوئی معلولی بات نہ تھی۔اس سے قبل پرندوں کو کسی نے اتنی گہرائی اور سنجیدگی سے نہیں لیا تھا۔سالم علی وہ شخص تھے جنہوں نے اپنی کوششوں سے باضابطہ ایک نئی قسم کے علم (علم طیور) کی راہ ہموار کی اور دنیا کو یہ بتایا کہ ان بے زبان پرندوں کو بھی تحقیق کا موضوع بنایا جاسکتا ہے۔سالم علی کی پرندوں سے متعلق تحقیق کو دنیا بھر کے سائنس دانوں نے قدر کی نگاہوں سے دیکھا۔آج سالم علی کو دنیا ایک عظیم ہندوستانی ماہر طیور (Birdman of India) کی حیثیت سے جانتی ہے۔

مشکل الفاظ کے معنی

لفظ	معنی
تجسس	کھوج ،جستجو،کسی چیز کو جاننے کی خواہش
اشتیاق	شوق،تمنا،آرزو
میوزیم	عجائب گھر
فن	ہنر،گن
جانفشانی	جی توڑ محنت،کوشش
علم طیور	پرندوں کا علم (طیور لفظ طائر کی جمع ہے،طاہر بمعنی پرندہ)
ماہر طیور	پرندوں کے علم کا ماہر

آپ نے پڑھا اور جانا

پرندوں سے متعلق علم کو علم طیور کہتے ہیں۔ سالم علی شہرت یافتہ ہندوستانی ماہر طیور تھے جنہوں نے اس فن میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ انہیں بچپن سے ہی پرندوں میں دلچسپی تھی اور پوری زندگی انہوں نے پرندوں کی تحقیق میں صرف کردی۔ ان کے کام کو پوری دنیا نے سراہا اور انہیں 'برڈ مین آف انڈیا' کے لقب سے نوازا۔

.1 مندرجہ ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات میں سے سب سے زیادہ مناسب جواب کی نشاندہی کریں

(i) سالم علی کیا تھے؟

(الف) ماہر طب　　(ب) ماہر طیور

(ج) ماہر فلکیات　　(د) ان میں سے کوئی نہیں

(ii) سالم علی کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی؟

(الف) 1896ء کو علی گڑھ میں　　(ب) 1896ء کو چینئی میں

(ج) 1896ء کو لکھنؤ میں　　(د) 1896ء کو ممبئی میں

(iii) سالم علی کو ان کے ماموں نے کس سے ملوایا؟

(الف) رابرٹ صاحب سے　　(ب) الفریڈ صاحب سے

(ج) سی لارڈ صاحب سے　　(د) میلارڈ صاحب سے

(iv) پہلی بار کس چڑیا کو دیکھنے کے بعد سالم علی کو پرندوں کے بارے میں جاننے کا شوق پیدا ہوا؟

(الف) گوریا کو (ب) مینا کو

(ج) طوطا کو (د) کبوتر کو

(v) سالم علی کو کس لقب سے نوازا گیا؟

(الف) برڈ مین آف انڈیا (ب) برائٹ مین آف انڈیا

(ج) برڈ مین آف انڈیا (د) بیسٹ مین آف انڈیا

(iv) جن کے والد انتقال کر گئے ہوں اسے کہتے ہیں

(الف) بے سہارا (ب) غریب

(ج) یتیم (د) بدقسمت

(vii) درج ذیل الفاظ میں اسم صفت تلاش کریں

(الف) سالم علی (ب) گوریا

(ج) بچپن (د) برڈ مین آف انڈیا

(viii) سائنس داں میں 'داں' کیا ہے؟

(الف) سابقہ (ب) لاحقہ

(ج) ضمیر (د) محاورہ

(ix) اطوار کس لفظ کی جمع ہے؟

(الف) اتوار کی (ب) طیر کی

(ج) طور کی (د) طور کی

(x) درج ذیل الفاظ میں کس لفظ کا املا درست ہے؟

(الف) عُمر (ب) اُمر

(ج) عومر (د) ان میں سے کوئی نہیں

2. مختصر ترین سوالات

درج ذیل سوالات کے جواب ایک لفظ یا ایک جملہ میں دیں

(i) سالم علی کا اصل نام کیا تھا؟

(ii) سالم علی کی پرورش کس نے کی؟

(iii) اسکول میں سالم علی کو کون سی کتاب بطور انعام ملی؟

(iv) سالم علی خاندانی کاروبار میں ہاتھ بٹانے کی غرض سے کہاں گئے؟

(v) انتقال کے وقت سالم علی کی عمر کیا تھی؟

3. مختصر سوالات

درج ذیل سوالات کے جواب زیادہ سے زیادہ پانچ جملوں میں دیں

(i) سالم علی کے بچپن کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

(ii) سالم علی نے میلارڈ صاحب کو کیوں متاثر کیا؟

(iii) انہوں نے پرندوں کے بارے میں جانکاریاں کس طرح حاصل کیں؟

(iv) سالم علم کو ماہر طیور کیوں کہا جاتا ہے؟

4. طویل سوالات

(i) سالم علی کی زندگی کے بارے میں ایک نوٹ لکھیں

(ii) آپ کو کس موضوع میں دلچسپی ہے اور کیوں؟

5. پڑھئے سمجھئے اور لکھئے

اسم فائل وہ اسم ہے جو فعل سے بنتا ہے اور اس
کے معنی کام کرنے والے کے ہوتے ہیں۔ جیسے
تیرنا سے تیراک، کھیلنا سے کھلاڑی وغیرہ۔

6. مندرجہ ذیل کے لئے اسی طرح ایک لفظ یعنی اسم فاعل لکھیں۔

سائنس جاننے والا	....	شعر کہنے والا	....
حج کرنے والا	....	فتح حاصل کرنے والا	....
نماز پڑھنے والا	....	سفر کرنے والا	....
مہارت رکھنے والا	....	ملازمت کرنے والا	....
تصویر بنانے والا	....	تعلیم دینے والا	....

عملی سرگرمیاں

- سالم علی کے علاوہ کس سائنسداں سے آپ متاثر ہیں؟ ان کے بارے میں جو بھی جانکاری حاصل ہو لکھیں۔
- جس طرح پرندوں کے علم کا ماہر 'ماہر طیور' کہلاتا ہے اسی طرح ذیل کے ماہرین کو کیا کہیں گے؟

کیمیا کا ماہر ....

طب کا ماہر ....

زبان کا ماہر ....

کسی بھی فن کا ماہر ....

چاند ستاروں کا ماہر ....

تعلیم کا ماہر ....

سبق:20

غزلیات

غزل اردو شاعری کی ایک مقبول ترین صنف ہے۔ غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے اور آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے، مقطع کہلاتا ہے۔ غزل کے اشعار میں ردیف اپنی جگہ پہ رہتی ہے جبکہ قافیے بدلتے رہتے ہیں جیسے: غالبؔ کے یہ اشعار دیکھیں:

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے
ہم ہیں مشتاق اور وہ بے نیاز
یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

مندرجہ بالا اشعار میں 'ہوا' 'دوا'، 'ماجرا' قوافی ہیں جبکہ 'کیا ہے' ردیف کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

غزل کے موضوعات فی زمانہ بدلتے رہے ہیں، پہلے یہ موضوعات حسن وعشق اور تصوف وموعظت وغیرہ تک محدود تھے لیکن رفتہ رفتہ زمانے کے بدلنے کے ساتھ اس کے موضوعات بھی بدلتے گئے اور آج غزل کے موضوعات میں اتنی وسعت آگئی ہے کہ اس میں جدید خیالات کا اظہار اور نئے عہد کی سچی ترجمانی ہو رہی ہے۔

اردو غزل کو مقبول بنانے میں دردؔ، میر تقی میرؔ، مرزا غالبؔ، ذوق دہلویؔ، آتش لکھنوی، شاد عظیم آبادی وغیرہ شعراء نے اہم کارنامے انجام دیئے ہیں۔ اردو کے غزل گو شعرا کی فہرست میں حسن نعیم اور ناوک حمزہ پوریؔ بھی اہم نام ہیں۔ جن کی غزلیں آپ پڑھیں گے۔

غزل

کوئی بہار کا جھونکا تو کیا سنوارے گا
وہ برگ ہوں جسے دست خزاں سنوارے گا

یہ حادثہ جو بھنور بن کے یوں ڈبوتا ہے
گہر بنا کے مجھے ایک دن اُبھارے گا

ابھی خیال کی لَو ہوں ، خلا میں رہتا ہوں
کوئی تو دل میں مرا نقش جاں اُتارے گا

یہ بادباں ، یہ ہوائیں ، یہ ناخدا سب ہیچ
افق کے پار کوئی اور ہی اتارے گا

نعیمؔ فن کا جنوں ہے تو باخبر ہوں میں
زمانہ سینکڑوں آشوب سے گزارے گا

• حسن نعیم

مشکل الفاظ کے معنیٰ

لفظ	معنی
بہار	موسم بہار (Spring Season) جس موسم میں چاروں طرف ہریالی ہوتی ہے۔
برگ	پتا
دست	ہاتھ
خزاں	موسم خزاں (Autumn Season) جس موسم میں درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ پت جھڑ
حادثہ	برا اور دردناک واقعہ
گہر	موتی
لَو	لپٹ، چراغ کی لپٹیں
خلا	زمین و آسمان کے درمیان کا حصہ
نقش	نشان
جاں	جان
بادبان	کپڑے کا وہ پردہ جو کشتی پر اسے چلانے کیلئے تانتے ہیں
ناخدا	ناوک، ملاح
ہیچ	کم تر

اُفق	آسمان کا کنارہ جہاں زمین و آسمان آپس میں ملے ہوئے ہوتے ہیں۔
جنون	پاگل پن، دیوانگی
باخبر	خبر رکھنے والا
آشوب	فتنہ، ہل چل

پڑھیے اور جانیے

حسن نعیم کا تعلق صوبہ بہار سے ہے۔ وہ جدید لب و لہجے کے ایک اہم اور مقبول شاعر ہیں۔ آپ کے نصاب میں شامل یہ غزل ان کے کلام کے انتخاب 'نقوش حسن' سے ماخوذ ہے۔ اس غزل کے بیشتر اشعار میں ہمت اور حوصلے کا اظہار کیا گیا ہے۔ شعری محاسن کے اعتبار سے بھی یہ شاعر کی ایک نمائندہ تخلیق ہے۔

1. درج ذیل سوالات کے چار چار ممکنہ جوابات درج ہیں، صحیح جواب چن کر لکھیں۔

(i) حسن نعیم کس صوبے سے تعلق رکھتے تھے؟

(الف) ہماچل پردیش (ب) بہار

(ج) اڑیسہ (د) مغربی بنگال

(ii) شاعر کو گھر بنا کے کون ابھارے گا؟

(الف) ساحل (ب) تالاب

(ج) بھنور (د) جھیل

(iii) شاعر نے اپنے مطلع میں خود کو برگ کہا ہے۔اس برگ کو کون سنوارے گا

(الف) درخت　　(ب) دست صبا

(ج) ثمر　　(د) دستِ خزاں

(iv) شاعر کے مطابق بادباں، ہوائیں اور ناخدا سب کیا ہیں؟

(الف) برتر　　(ب) ہیچ

(ج) آبی وسائل　　(د) لازمی وسائل

(v) اُفق کے پار کوئی اور ہی اتارے گا؟ یہاں 'اور' سے شاعر کا اشارہ کس کی طرف ہے؟

(الف) ملاح کی طرف　　(ب) کشتی کی طرف

(ج) خدا کی طرف　　(د) انسان کی طرف

غور کرنے کی باتیں

آپ نے حسن نعیم کی اس غزل سے جانا کہ شاعر بلند حوصلہ رکھتا ہے۔وہ برے حالات میں بھی خود کو سنبھال کے رکھنے اور آگے بڑھنے پر یقین رکھتا ہے۔ وہ حادثوں سے نہیں گھبراتا بلکہ بھنور میں ڈوب کر بھی موتی نکال لاتا ہے۔شاعر کا ماننا ہے کہ کشتی کے مسافر کو نہ ملاح اس کی منزل تک پہنچا سکتا ہے اور نہ ہوا کا رخ اور نہ ہی بادباں پہنچا سکتا ہے۔منزل تک پہنچانے والی واحد خدا کی ذات ہے وہی انسان کو کامیابی اور سرفرازی عطا کرتا ہے۔اس غزل میں شاعر نے واضح طور پر یہ پیغام دیا ہے کہ انسان کو ہمیشہ محنت اور لگن سے کام کرنا چاہئے خواہ اس کے راستے میں کتنی ہی رکاوٹیں کیوں نہ آئیں۔اسے کامیابی ضرور ملتی ہے۔

اب بتائیں

(1) شاعر کے منتخب کلام کے مجموعے کا کیا نام ہے؟

(2) حسن نعیم کس طرح کے شاعر ہیں؟

(3) ان کی شاعری میں کن چیزوں پر زیادہ زور دیا گیا ہے؟

(4) حادثہ انسان کو گہر بنا کے کیسے ابھارتا ہے؟

(5) انسان لاکھ کوششیں کرے، لیکن کامیابی کس کے ہاتھ میں ہوتی ہے؟

پڑھیے اور سمجھیے اور کیجیے

6. مترادف الفاظ انہیں کہتے ہیں جن کے معنٰی ملتے جلتے ہوں۔ جب کہ متضاد الفاظ انہیں کہتے ہیں جو ایک دوسرے کے برعکس اور الٹے ہوں۔ جیسے چال، چلن، روپیہ، پیسہ، مترادفات میں آتے ہیں جبکہ دن رات، عورت، مرد وغیرہ متضاد میں آتے ہیں۔ ذیل میں چند الفاظ دیئے جاتے ہیں ان کے مترادفات اور متضاد لکھیے۔

مترادفات	متضاد
شرم	شب
نسیم	بہار
ظلم	آسمان
خوف	انسان
قاعدہ	سپاہی

7. (الف) غزل کا پہلا شعر جس کے دونوں مصرعوں میں قافئے ہوتے ہیں وہ مطلع کہلاتا ہے جیسے:

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

اس شعر میں ہوا اور دوا دونوں قافیے ہیں۔اس لئے یہ مطلع کہلاتا ہے

(ب) غزل میں اس شعر کو مقطع کہا جاتا ہے جس میں شاعر اپنے نام کا چھوٹا حصہ یعنی تخلص استعمال کرتا ہے جیسے:

کچھ تو کہئے کہ لوگ کہتے ہیں
آج غالبؔ غزل سرا نہ ہوا

اس شعر میں غالبؔ نام کا حصہ ہے، لہٰذا یہ مقطع کا شعر ہے۔

مندرجہ بالا باتوں کی روشنی میں ذیل کا کون سا شعر مطلع ہے اور کون سا مقطع لکھئے۔

یہ حادثہ جو بھنور بن کے یوں ڈبوتا ہے
گہر بنا کے مجھے ایک دن اُبھارے گا

کوئی بہار کا جھونکا تو کیا سنوارے گا
وہ برگ ہوں جسے دستِ خزاں سنوارے گا

نعیم فن کا جنوں ہے تو باخبر ہوں میں
زمانہ سینکڑوں آشوب سے گزارے گا

یہ بادباں ، یہ ہوائیں ، یہ ناخدا سب ہیچ
اُفق کے پار کوئی اور ہی اتارے گا

8. ذیل میں دیئے گئے بے ترتیب مصرعوں کو ترتیب دیجئے

(i) کوئی بہار کا جھونکا تو کیا سنوارے گا	زمانہ سینکڑوں آشوب سے گزارے گا
(ii) یہ بادباں ، یہ ہوائیں ، یہ ناخدا سب ہیچ	گہر بنا کے مجھے ایک دن ابھارے گا
(iii) نعیم فن کا جنوں ہے تو باخبر ہوں میں	وہ برگ ہوں جسے دست خزاں سنوارے گا
(iv) ابھی خیال کی لو ہوں ، خلا میں رہتا ہوں	افق کے پار کوئی اور ہی اتارے گا
(v) یہ حادثہ جو بھنور بن کے یوں ڈبوتا ہے	کوئی تو دل میں مرا نقش جاں اتارے گا

عملی سرگرمیاں

- عظیم آباد اردو شاعری میں ایک دبستان کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں حسن نعیم کی طرح اور بھی کئی اہم اور نامور شعراء گذرے ہیں۔ اپنے استاد سے معلوم کر کے ان کے نام لکھیے۔
- آپ کے نصاب میں شامل یہ غزل بہت ہی مترنم بحر میں ہے۔ آپ کوشش کیجئے کہ اسے ترنم سے گاسکیں اور اپنے دوستوں کو سنا سکیں۔
- حسن نعیم کے کم سے کم دو اشعار یاد کریں۔ اور اپنے احباب کو سنائیں۔

غزل

پھر ابر کرم غیر کے گھر ٹوٹ کے برسے
اِمسال بھی ساون میں ہم اک بوند کو ترسے

ڈر اتنا نہیں آج ہے شیطان کے شر سے
اللہ بشر کو رکھے محفوظ بشر سے

پھر لوٹ کے آنا ہو میسر کہ نہیں ہو
ہم گھر سے نکلتے ہیں کفن باندھ کے سر سے

وہ کون تھا ہم ہی تھے بسے تھے جو نظر میں
وہ کون ہے ہم ہی ہیں گرے ہیں جو نظر سے

جس روز سے اللہ سے بے خوف ہوا ہے
سہما ہوا انسان ہے انسان کے ڈر سے

اُس قوم کا حافظ ہے خدا حضرتِ ناوکؔ
عاری جو ہوئی زیورِ تعلیم و ہنر سے

• ناوکؔ حمزہ پوری

مشکل الفاظ کے معنی

معنیٰ	لفظ
بادل	اَبر
اِس سال	اِمسال
بدی۔ بُرائی	شر
باتوں کو پھیلانا	نشر
حاصل ہونا	میّسر
ڈراہوا	سہا
حفاظت کرنے والا۔ نگہبانی کرنے والا۔ نگراں۔ پاسبان	حافظ
شاعر کا تخلص ہے، معنی ایک قسم کا چھوٹا تیر	ناوَک

غور کرنے کی باتیں

یہ غزل بزرگ اور کہنہ مشق شاعر ناوک حمزہ پوری کی ہے۔ ناوک حمزہ پوری ادب کی کئی اصناف پر یکساں قدرت رکھتے ہیں۔ ''فانوس'' ان کی غزلوں کا مجموعہ ہے۔ یہ غزل اسی مجموعے سے ماخوذ ہے۔ اس غزل کے ذریعہ شاعر نے اپنی محرومی اور نارسائی کا ذکر کیا ہے ساتھ ہی انسان کی شر انگیزی کو بھی اجاگر کیا ہے شاعر نے

انسان کو اس کی خوبیوں کی طرف متوجہ کیا ہے۔ یہ غزل سبق آموز ہونے کے ساتھ فنکاری کا بھی بہترین نمونہ ہے۔

1. **ذیل میں دیے گئے لفظوں کی ضد پر گھیرا لگائیں**

جیسے: آگ (الف) چراغ (ب) پانی
(ج) روشنی (د) دھواں

(i) **اندر:**
(الف) باہر (ب) گھر
(ج) آنگن (د) میدان

(ii) **روز:**
(الف) دن (ب) شب
(ج) امروز (د) یوم

(iii) **شیطان:**
(الف) معصوم (ب) ولی
(ج) فرشتہ (د) انسان

(iv) **عالم:**
(الف) جاہل (ب) تعلیم
(ج) بے وقوف (د) کم عقل

(v) انسان:

(الف) شیطان (ب) جنات

(ج) حیوان (د) آدمی

2. ذیل کے جملوں کے لئے ایک مناسب لفظ لکھیں

جیسے علم کے جاننے والے کو 'عالم' کہتے ہیں

اسی طرح (الف) پڑھانے والا

(ب) تقریر کرنے والا

(ج) عبادت کرنے والا

(د) تیرنے والا

(ہ) شکار کرنے والا

3. مندرجہ ذیل تذکیر کی تانیث بتائیں

(الف) دھوبی

(ب) لوہار

(ج) ناگ

(د) کبوتر

(ہ) ضعیف

4. **سوچیے اور بتایئے**

(i) ابر کس موسم میں برستا ہے؟

(ii) شیطان کے شر سے لوگ کیوں گھبراتے ہیں؟

(iii) کن حالات میں لوگ گھر سے باہر سر پر کفن باندھ کر نکلتے ہیں؟

(iv) آدمی نظر میں کب بستا ہے؟

(v) کیسا کام کرنے سے انسان نظر سے گر جاتا ہے؟

(vi) اللہ کا خوف دل سے نکل جانے پر کیا ہوتا ہے؟

(vii) زیورِ تعلیم و ہنر سے عاری ہونے پر کیا ہوگا؟

5. **غور کیجیے اور بتایئے**

(الف) ایک اچھا انسان بننے کے لئے آپ کیا کریں گے؟

(ب) آپ کی نظر میں انسان اور شیطان میں کیا فرق ہے؟

6. **سمجھئے اور بتایئے**

درج ذیل الفاظ کے ہم معنی" لفظ لکھیے جیسے:

انسان۔ آدمی۔ شیطان۔ ساون۔ گھر۔ نظر۔ تعلیم۔ ڈر

ذیل میں دیئے گئے ضمیر کے ساتھ اسم جوڑ کر جملہ بنائیں جیسے: اس آدمی کا نام اختر ہے

میں۔ تم۔ ہم۔ ہم لوگ ۔ وہ سب۔ یہ سب۔ سب لوگ۔

7. مندرجہ ذیل مصرعوں کو ملا کر شعر مکمل کریں۔

پھر ابر کرم غیر کے گھر ٹوٹ کے برسے	سہا ہوا انسان ہے انسان کے ڈر سے
ڈر اتنا نہیں آج ہے شیطان کے شر سے	ہم گھر سے نکلتے ہیں کفن باندھ کے سر سے
پھر لوٹ کے آنا ہو میسر کہ نہیں ہو	وہ کون ہے ہم ہی ہیں گرے ہیں جو نظر سے
وہ کون تھا ہم ہی تھے بسے تھے جو نظر میں	اللہ بشر کو رکھے محفوظ بشر سے
جس روز سے اللہ سے بے خوف ہوا ہے	امسال بھی ساون میں ہم اک بوند کو ترسے

عملی سرگرمیاں

- اچھی عادتوں کی مناسبت سے تصاویر اکٹھا کریں اور اپنی کاپی پر چسپاں کریں۔
- اس غزل کو یاد کیجئے اور اپنے دوستوں کو سنایئے۔

سبق:21

محنت سونا سے بہتر ہے

ایک زمانے میں یورپ کے لوگ دوسرے ملک اس لئے جایا کرتے تھے تاکہ سونا حاصل کریں۔ یہی لالچ تھا کہ اسپین کے ایک شخص نے اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ سفر پر چلیں جو دولت ہاتھ آئے گی اسے برابر تقسیم کرلیں گے۔ بڑا بھائی محنت کو ترجیح دیتا تھا۔ وہ بہت دور اندیش تھا۔ اس نے چھوٹے بھائی کو سمجھایا کہ بہت مشکل کام ہے۔ اس میں کامیابی کی امید کم ہے۔ لیکن چھوٹا بھائی اپنی ضد پر اڑا رہا۔ بڑے بھائی نے اس کا دل رکھنے کے لئے کہا کہ میں تمہارے ساتھ چلوں گا ضرور لیکن تمہاری دولت میں سے مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ سفر کی تیاری شروع ہوئی۔

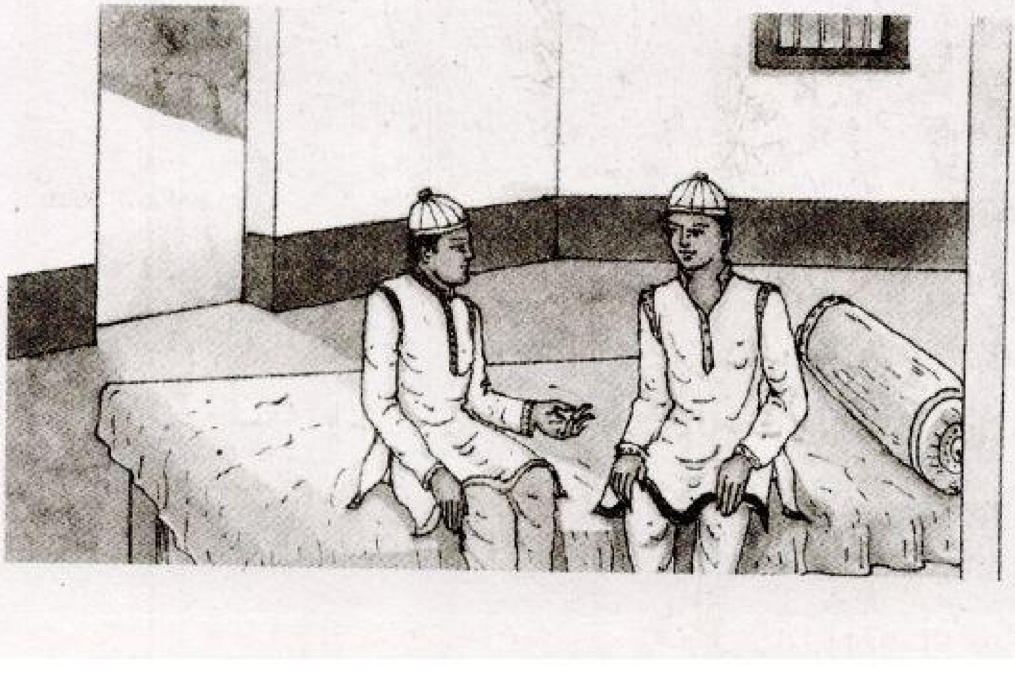

چھوٹا بھائی اپنے لالچی دوستوں کے ساتھ چلا۔ بڑا بھائی کاشتکاری کے تمام آلات اور مختلف غلہ اور سبزیوں کے بیج لے کر اپنے ملازمین کے ساتھ جہاز پر سوار ہوگیا۔ ان کا سفر بہت آسان رہا۔ وہ بخیر وعافیت اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ بڑا بھائی کھیتی باڑی میں مصروف ہوگیا چھوٹے بھائی کو بڑے بھائی کا یہ کام بیوقوفی بھرا لگا۔ اس نے کہا کہ میں تو سونا حاصل کرنے آیا ہوں۔ وہ اپنے دوستوں کو لے کر اس طرف چلا جہاں سونا نکلتا تھا۔ اُسے اپنی عقلمندی پر ناز تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں سے کہتا تھا کہ بڑے بھائی اناج اور سبزی ہی اگاتے رہیں گے اور میرے پاس اتنی دولت آجائے گی کہ کئی پشتوں کے لئے کافی ہوگی۔ اس کے ساتھیوں نے خوشی کے ساتھ اس کی بات کی تائید کی لیکن انہیں میں ایک بزرگ شخص ایسا بھی تھا جس نے اس کی بات پر حامی نہیں بھری۔ اس نے کہا میاں تمہارا بھائی ایسا نہیں ہے جیسا تم سمجھ رہے ہو۔ وہ بہت دور اندیش اور عقلمند ہے۔

چھوٹے بھائی کا قافلہ بہت مشکل سفر کرتا ہوا بالآخر ایک سونے کی کان تک پہنچ گیا۔ وہاں سونے کا ڈھیر تھا۔ ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا جو غلہ وہ اپنے ساتھ لائے تھے وہ رفتہ رفتہ ختم ہوگیا۔ اس کی جگہ ڈھیر سارا سونا ہاتھ آیا۔ وہ لوگ سونا لے کر بندرگاہ کی طرف بڑھنا چاہتے تھے لیکن بھوک اور پیاس سے ان کی حالت غیر ہوچکی تھی۔ کئی لوگ راستے میں مر گئے۔ جب یہ حالت اور بدتر ہوتی چلی گئی تو چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے پاس پہنچا۔ اور کہا کہ کئی روز کے فاقوں

سے ہماری حالت بہت خراب ہو چکی ہے۔ ہمارے ساتھی بھوک سے مر رہے ہیں۔ آپ کے پاس کھانے پینے کے بہت سے سامان ہیں۔ آپ ہماری مدد کیجئے۔

بڑے بھائی نے بہت سا سونا حاصل کرنے کے لئے انہیں مبارکباد دی لیکن کھانے کا سوال سن کر ایسا روکھا جواب دیا کہ اس کے بھائی کو بہت برا لگا۔ اس نے کہا جب تمہاری دولت سے مجھے کوئی مطلب نہیں ہے تو پھر میرے کھانے پینے کے سامان سے بھی تمہیں کوئی مطلب نہیں ہونا چاہئے۔ جو غلہ اور سبزیاں میں نے اپنی قوت بازو سے پیدا کیا ہے وہ تمہیں مفت کیوں دے دوں۔ اگر تم کو بہت ہی ضروری ہے تو سونا دو اور کھانا لو۔ بڑے بھائی کی اس بے رخی اور بے مروتی کی بات پر چھوٹے بھائی اور اس کے ساتھیوں کو بہت غصہ آیا۔ لیکن بھوک سے حال بے حال تھا۔ مجبور ہو کر انہوں نے سونا کی ایک ٹوکری دی اور اس سے کھانا حاصل کر کے جان بچائی۔ اس طرح وہ روز سونے کے بدلے کھانا حاصل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کا سارا حاصل کیا ہوا سونا کھانا حاصل کرنے میں خرچ ہو گیا۔

جب بڑے بھائی کو معلوم ہوا کہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں بچا تو یہ کہا کہ موسم اچھا ہے اس لئے بہتر ہے کہ یہاں سے جہاز کا لنگر اٹھاؤ اور اپنے وطن پہنچ کر بال بچوں کی خیر و خبر لو۔ خدا جانے ان پر کیا گذری اور تمہارے انتظار میں ان بیچاروں کا کیا حال ہوا؟

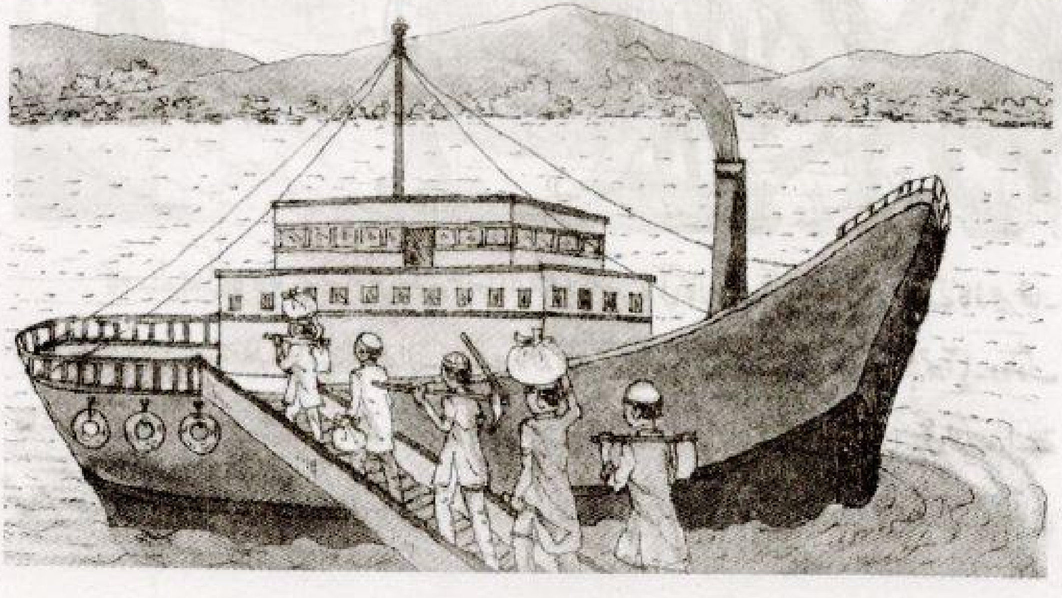

چھوٹے بھائی نے بہت ہی ملول اور غمزدہ ہو کر جواب دیا جو کچھ ہم نے اپنی جان پھنسا کر حاصل کیا تھا سب آپ کو دے دیا۔ اب ہم گھر خالی ہاتھ جا کر کیا کریں گے۔ اپنے پرایوں کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اور آپ جیسے بے مروت اور سنگ دل آدمی کے ساتھ جانے سے بہتر ہے کہ ہم یہیں اپنی جان دے دیں۔ یہ تکلیف اور مایوسی سے بھری بات سن کر بڑا بھائی اٹھا اور اُس نے سارا سونا لا کر چھوٹے بھائی اور اس کے ساتھیوں کے حوالے کر دیا اور کہا یہ دولت تم کو مبارک ہو۔ مجھے اس کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنی محنت پر یقین رکھتا ہوں۔ تم سے بے رخی اور بے مروتی کے ساتھ اس لئے پیش آیا کہ تم کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے۔ اور تم ہمیشہ یہ بات یاد رکھو کہ لالچ سے حاصل کی ہوئی دولت ہمیشہ نہیں رہتی۔ محنت اور مزدوری سے سب کچھ پایا جا سکتا ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ محنت سونا سے بہتر ہے۔ یہ بات سن کر چھوٹے بھائی کی آنکھیں بھر آئیں اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ جب سارے لوگ خوشی خوشی اپنے وطن پہنچ گئے تو چھوٹے بھائی نے سونا کا آدھا حصہ بڑے بھائی کی خدمت میں پیش کیا۔ مگر بڑے بھائی نے اسے لینے سے انکار کر دیا۔ اور ایک بار پھر نصیحت کی کہ محنت سونا سے بہتر ہے۔

مشکل الفاظ کے معنی

لفظ	معنی
تقسیم	بانٹنا
ترجیح	اولیت
کاشتکاری	کھیتی باڑی
آلات	اوزار
عافیت	سکون
ملول	مایوس، دکھی

غمزدہ	دکھی، مایوس
سنگ	پتھر
بے مروتی	مروت سے خالی
دوراندیش	سمجھدار، عقلمند
بخیر	خیریت سے
مصروف	کام میں مشغول

آپ نے پڑھا اور جانا

یہ ایک سبق آموز کہانی ہے۔اس میں لالچ اور ہوس سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔محنت اور جانفشانی کو ترقی کی اصل پونجی بتایا گیا ہے۔اس کہانی میں لالچی ذہنیت کے ساتھ ساتھ دوراندیشی اور ناعاقبت اندیشی کا بھی درس پنہاں ہے۔اس کہانی کے دومرکزی کردار دوالگ سوچ کے حامل ہیں۔ایک کراد معمولی محنت اور کوشش سے دولت وثروت حاصل کرنا چاہتا ہے۔جبکہ دوسرا کردار محنت کو سونے سے بہتر سمجھتا ہے۔ان دوکرداروں یعنی دو سگے بھائیوں میں سے دوسرا بھائی حق بجانب ثابت ہوتا ہے،اس کی محنت رنگ لاتی ہے جبکہ چھوٹے بھائی کا لالچ اسے اذیت اور ذلت تک پہنچادیتا ہے۔

1. درج ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں صحیح جواب چن کر لکھیں

(i) کس ملک کے شخص نے اپنے بڑے بھائی سے سفر پر ساتھ چلنے کو کہا؟

(الف) اسپین　　(ب) بگ بین

(ج) اٹلی　　(د) جرمنی

(ii) کون بھائی لالچی تھا؟

(الف) بڑا بھائی (ب) چھوٹا بھائی

(ج) منجھلا بھائی (د) سنجھلا بھائی

(iii) چھوٹا بھائی کیا حاصل کرنا چاہتا تھا؟

(الف) موتی (ب) سونا

(ج) چاندی (د) ہیرا

(iv) آنکھ کا تارا ہونا' کا معنی بتائیں

(الف) آوارہ ہونا (ب) راجکمار ہونا

(ج) بہت پیارا ہونا (د) ناکارا ہونا

(v) آپ کی نظر میں صفت کون ہے؟

(الف) کھانا (ب) جانا

(ج) آنا (د) بہت

2. انہیں پڑھیں اور جواب دیں

(i) یورپ کے لوگ دوسرے ملک کیوں جایا کرتے تھے؟

(ii) بڑا بھائی کس کو ترجیح دیتا تھا اور کیوں؟

(iii) چھوٹا بھائی ضد پر کیوں اڑا رہا؟

(iv) اپنی عقلمندی پر کسے ناز تھا؟

(v) بزرگ شخص نے دوراندیش اور عقلمند کسے کہا ہے؟

(vi) بڑے بھائی کی بے رخی پر چھوٹے بھائی کو غصہ کیوں آیا؟

(vii) لالچ سے حاصل کی ہوئی دولت ہمیشہ کیوں نہیں رہتی؟

(viii) محنت سونا سے بہتر ہے کیسے؟

.3 غور کیجئے اور بتایئے

(i) دولت کمانے کے لئے کونسی راہ اختیار کرنی چاہیے؟

(ii) محنت کی خوشی کا احساس آپ کو کبھی ہوا ہے؟ کب اور کیسے؟

.4 دیئے گئے جملوں میں فعل حال تلاش کیجئے

جیسے: اختر پڑھ رہا ہے

(i) یورپ کے لوگ دوسرے ملک جایا کرتے تھے؟

(ii) چھوٹا بھائی ضد پر اڑا ہے

(iii) موسم سرد ہے

(iv) وہ پٹنہ جائے گی

(v) لڑکے پڑھ رہے ہیں

5. ذیل میں دی گئی کہاوتوں کے معنی بتائیں

(i) آم کے آم گٹھلیوں کے دام	
(ii) آیا رمضان بھاگا شیطان	
(iii) اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ	
(iv) الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے	
(v) اونٹ کے منہ میں زیرہ	

6. مرکب کو مفرد لفظ میں بدلیں

جیسے: دلفریب۔

	دل	فریب
خوبصورت		
خوشنما		
دلدار		
مالدار		
ایماندار		

7. دیئے گئے اقتباس میں خالی جگہوں کو پر کریں

ایک زمانے میں.......... کے لوگ دوسرے ملک اس لئے.......... کرتے تھے تاکہ

..........حاصل کریں۔ یہی لالچ تھا کہ اسپین کے ایک شخص نے اپنے

سے کہا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ.......... پر چلیں جو دولت .... آئے گی

اُسے برابر تقسیم کرلیں گے.......... محنت کو ترجیح .... تھا۔

وہ بہت.......... تھا۔ اس نے چھوٹے بھائی کو.......... کہ یہ بہت مشکل

..........ہے اس میں کامیابی کی .... ہے۔ لیکن چھوٹا بھائی ....

اڑا رہا۔ بڑے بھائی نے اس کا.......... رکھنے کے لئے کہا کہ میں

ساتھ چلوں گا ضرور لیکن.......... دولت میں سے مجھے نہیں چاہئے۔

8. عملی سرگرمی

ایسی کہانیاں، قصے جن سے ظاہر ہو کہ لالچ کا انجام برا ہوتا ہے، آپ اپنے ہم مکتب، اساتذہ اور والدین سے معلوم کر کے کلاس میں سنائیں۔

سبق:22

رُباعی کی تعریف

رباعی عربی زبان کا لفظ ہے۔ یہ عربی لفظ ''ربع'' سے نکلا ہے۔جس کے معنی چار چار کے ہیں۔اسی لئے شاعری کی اصطلاح میں رباعی چار مصرعوں والی اُس نظم کو سمجھتے ہیں، جس میں ایک مکمل مضمون یا خیال ادا کیا جاتا ہے اور وہ مضمون وخیال خاص طور سے پندونصیحت سے تعلق رکھتے ہیں۔ رباعی کے چاروں مصرعے آپس میں مربوط ہوتے ہیں اوراس کی بحرمخصوص ہوتی ہے۔اس سبق میں چار الگ الگ شاعروں کی رباعیاں دی گئی ہیں۔

رُباعیات

☆

1. یاں رہنے کی مہلت کوئی کب پاتا ہے
آتا ہے اگر آج تو کل جاتا ہے
جو کرنے ہیں کام ان کو جلدی بھگتاؤ
طلبی کا پیام وہ چلا آتا ہے • الطاف حسین حالیؔ

☆☆☆☆

2. تم کہتے ہو کب کس نے خدا کو دیکھا
اس بادشہِ ارض و سما کو دیکھا
ثابت ہے اگر تم پہ ہوا کی ہستی
بتلاؤ کہ کب تم نے ہوا کو دیکھا

• شوقؔ نیموی

☆☆☆

3. ہر چیز کا کھونا بھی بڑی دولت ہے
بے فکری سے سونا بھی بڑی دولت ہے
افلاس نے سخت موت آسان کردی
دولت کا نہ ہونا بھی بڑی دولت ہے

• امجدؔ حیدرآبادی

☆☆☆

4. روٹھی ہوئی قسمت کو منانا ہی پڑا
سر اپنا یہاں وہاں جھکانا ہی پڑا
تم تو شاید خدا کے منکر تھے جمیلؔ
تم کو بھی مگر خدا بنانا ہی پڑا

• جمیلؔ مظہری

مشکل الفاظ کے معنی

لفظ	معنی
بے فکری	اطمینان
افلاس	مفلسی، غریبی
سخت	کڑا، مشکل
منکر	انکار کرنے والا
مہلت	وقفہ، فرصت
نمٹاؤ	پورا کرو، ختم کرو
طلبی	بلاوا، حاضر ہونے کا حکم
پیام	پیغام
بادشاہِ ارض وسما	زمین وآسمان کا بادشاہ، خدا
ہستی	وجود، زندگی

تشریحات

پہلی رباعی کی تشریح:

اس رباعی میں شاعر نے دنیا کی بے ثباتی کا ذکر کیا ہے۔ شاعر کا کہنا ہے کہ دنیا ہمیشہ رہنے والی جگہ نہیں ہے۔ یہاں جو بھی آتا ہے اسے ایک نہ ایک دن جانا پڑتا ہے۔ اس لئے جو کام بھی ہو اسے جلد سے جلد نپٹانا چاہئے۔ کون جانے موت کا وقت کب آجائے اور انسان کو آخری سفر پر روانہ ہونا پڑے۔

دوسری رباعی کی تشریح:

شاعر شوق نیموی نے اس رباعی کے ذریعہ خدا کی قوت اور اس کے ہمیشہ رہنے والے وجود کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ انسان کہتا ہے کہ ہم نے خدا کو نہیں دیکھا، آسمان وزمین کو بنانے والے کو نہیں دیکھا۔ شاعر نے خدا کے وجود کو دلیل سے ثابت کیا ہے کہ جس طرح ہم ہوا کو دیکھتے نہیں ہیں لیکن محسوس کرتے ہیں جس سے ہوا کے وجود کا علم پختہ ہو جاتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ بھی دکھائی نہیں دیتے لیکن اس کی نشانیوں کو ہم ہر جگہ محسوس کرتے ہیں۔ لہذا خدا کے وجود سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

1. **درج ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات درج ہیں، صحیح جواب چن کر لکھیں**

(i) شاعر کے مطابق موت کیسے آسان ہوگئی؟

(الف) بیماری کی وجہ کر (ب) دولت کی وجہ کر

(ج) بے فکری کی وجہ کر (د) افلاس کی وجہ کر

(ii) دی گئی رباعیات میں کس رباعی میں شاعر خدا کا منکر نظر آتا ہے؟

(الف) پہلی رباعی میں (ب) دوسری رباعی میں

(ج) تیسری رباعی میں (د) چوتھی رباعی میں

(iii) 'طلبی کا پیام' سے کیا مراد ہے؟

(الف) موت کا پیغام (ب) گھر چھوڑنے کا پیغام

(ج) کام کرنے کا پیغام (د) شاعر کا پیغام

(iv) بادشہِ ارض وسما سے کون مراد ہے؟

(الف) ہوا (ب) خدا

(ج) بادشاہ وقت (د) ان میں سے کوئی نہیں

(v) تیسری رباعی میں استعمال شدہ لفظ 'سونا' ہے؟

(الف) فعل (ب) اسم معرفہ

(ج) صفت (د) ضمیر

(vi) جس طرح انکار کرنے والا کو 'منکر' کہتے ہیں اسی طرح احسان کرنے والا کہلاتا ہے؟

(الف) مصلح (ب) محسن

(ج) والد (د) معلم

(vii) پہلی رباعی میں شاعر نے یہاں کے لئے 'یاں' کا استعمال کیا ہے

اسی طرح شاعر نے ''ایک'' کی جگہ کس لفظ کا استعمال کیا ہے؟

(الف) انیک (ب) اِک

(ج) اکیلا (د) صرف

2. درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

(الف) بےفکری سے سونے کا کیا مطلب ہے؟

(ب) الطاف حسین حالی نے رباعی کے ذریعہ کیا نصیحت کی ہے؟

(ج) ایسی تین دلیل پیش کریں جس سے خدا کے وجود کو ثابت کیا جا سکے۔

3. سبق میں شامل تیسری رباعی کی تشریح کریں

4. خدا کے چند صفاتی نام لکھیں

عملی سرگرمیاں

- اپنے پسندیدہ شاعر کی چند رباعیات جمع کریں اور درجے میں پڑھ کر سنائیں۔
- اپنے کمرہ جماعت میں پند و نصیحت کے لئے ایک مجلس منعقد کریں۔